خالد بن ولید

جنرل محمد اکبر خان

لاہور

خالد بن ولیدؓ

سیف اللہ

جنرل محمد اکبر خان

فیروز سنز لمیٹڈ

لاہور راولپنڈی منگلا پشاور حیدرآباد کراچی

بار اوّل	نومبر ۱۹۶۵ء
تعداد	دو ہزار
مطبوعہ	فیروز سنز لمیٹڈ لاہور
طابع	عبدالحمید خان
قیمت	۱٫۵۰

خالدؓ بن ولید

گو خالدؓ بن ولید اسلام کے نامور فاتح اور سپہ سالار ہیں، لیکن صرف مسلمان ہی نہیں، دُنیا کے تمام قابل جرنیل آپ کی قابلیت اور عظمت کا اعتراف کرتے ہیں اور اگر ہم یہ کہیں کہ آپؓ کے اوصاف و کمالات کے قدردان جس قدر غیر مسلم ہیں، اُتنے مُسلمان نہیں تو یہ غلط نہ ہوگا۔

خاندان

خالدؓ بن ولید قریش کے قبیلہ بنی مخزوم سے تھے۔ آپؓ کے والد عبدالشمس الولید مغیرہ مخزومی اہلِ قریش میں معزز و ممتاز تھے۔ دولت اور تجارت شہرت کا باعث تھی۔ لڑائی کے وقت سپہ سالاری کا عہدہ بھی اسی قبیلے کے سردار کا حق تھا۔ خالدؓ کی والدہ کا نام لبابۃ الصغریٰ بنت الحارث بن حزن الہلالیہ ہے، جو حضرتِ میمونہؓ بنت الحارث زوجۂ رسولِ کریمؐ کی بہن تھیں۔ اُن کی والدہ کی دوسری ہمشیرہ لبابۃ الکبریٰ حضرتِ عباس بن عبدالمطلب کی بیوی تھیں۔

بچپن

اُس زمانے کے رسم و رواج کے مطابق خالدؓ کا بچپن اُن کی دایہ کے پاس گزرا اور وہ بدوی قبائل کی صحرائی زندگی بسر کرتے رہے۔ جہاں محنت، جفاکشی، آزادہ روی اور بے باکی سے انھیں سابقہ پڑا۔ گھر واپس آئے تو والد نے شہسواری، شمشیر زنی اور تیر اندازی کی تعلیم دی اور تمام فنونِ جنگ میں طاق کر دیا۔

خالدؓ کے چھ بھائی اور دو بہنیں تھیں۔ بہنوں کی شادی صفوان بن اُمیہ اور حارث بن ہشام سے ہوئی۔ بھائیوں میں ولیدؓ اور ہشامؓ مسلمان ہوئے۔

خالدؓ کا جسم بہت گٹھا ہوا اور مضبوط تھا۔ بہت پھرتیلے اور طاقت ور انسان تھے۔ شہسواری میں خاص شہرت رکھتے تھے۔ طاقت کا یہ عالم تھا کہ کئی نامور ایرانی پہلوانوں کو گھوڑے کی پشت پر سے کھینچ کر پھینک دیا اور پیدل کشتی میں بھی بہت سے ایرانی اور رومی پہلوانوں کو پچھاڑا۔ یہ وصف اُس زمانے میں بڑی وقعت رکھتا تھا، کیونکہ سردار یا سپہ سالار دست بدست جنگ میں شکست کھا جاتا تھا تو تمام فوج ہار مان لیا کرتی تھی۔ جس سپہ سالار میں یہ خصوصیات

ہوتی تھیں۔ اُس سے دُشمن کی فوج خائف رہتی تھی۔
طبیعت میں برداشت کا مادہ نہ تھا، اس لیے بہت جلد غُصّہ آجاتا۔ مزاج میں خُودرائی و خُود آرائی بھی تھی۔ اس لیے بارہا اپنے اِختیار سے بڑھ کر کام کر گزرتے تھے۔

اِسلام لانے سے پہلے

اس کے باوجُود خالدؓ طبعًا بااخلاق، شریف اور بلند کردار نوجوان تھے۔ عُتبہ، ابُوجہل اور ابُولہب کی طرح نہیں تھے۔ ایّامِ جاہلیت میں آپ نے آنحضرت کی مُخالفت کی، لیکن تہذیب و شرافت سے گِر کر نہیں، گلی کُوچوں میں مضحکہ اُڑانا، گالی گلوچ، غُصّے میں آکر جھپٹ پڑنا اور کم ظرفی کی باتوں سے آپ مُبرّا رہے۔

جنگِ اُحُد

جنگِ بدر شرُوع ہُوئی تو خالدؓ شام میں تھے، اِس لیے شریکِ جنگ نہ ہو سکے۔ البتّہ جنگِ بدر کے بعد جنگِ اُحُد میں آپ نے حِصّہ لیا اور قریش کے سوار دستے کی قیادت کی۔
خالدؓ نے اپنے سوار دستے کو دو حصّوں میں تقسیم کر

دِیا تھا۔ بڑا دستہ اُنھوں نے اپنے پاس رکھا، جو قریش
کے لشکر کے میمنہ پر رہا اور دُوسرا دستہ عکرمہ بن اَبُوجہل
کی سرکردگی میں فوجِ قریش کے میسرہ پر تھا۔ خالد کا
منصُوبہ یہ تھا کہ دونوں دستے موقع مِلتے ہی مُسلمانوں
پر یکبارگی ٹوٹ پڑیں۔ خالد نے عکرمہ بن اَبُوجہل کو
حملہ کرنے کے لِیے کہا۔ لیکن وُہ تذبذب میں پڑ گیا اور
اپنی جگہ ٹھہرا رہا۔ خالد نے یہ سمجھ کر کہ عکرمہ نے حملہ
کر دِیا ہوگا، مسلمانوں کے میسرہ کی جانب پیش قدمی کی
اِدھر سے مُسلمان مُجاہدین کے تیر اندازوں نے وُہ بے پناہ
بوچھاڑ کی کہ خالد کو مجبُوراً پسپا ہونا پڑا۔

خالد کی اِس ہزیمت نے مُشرکین قریش کی ہمّت توڑ
دی اور وُہ پسپا ہونے لگے۔ اُن کا پیچھے ہٹنا تھا کہ
مجاہدینِ اسلام نے نعرۂ تکبیر بلند کرتے ہوئے قریش پر
ہلّہ بول دِیا۔ مجاہدین کو مُغالطہ ہُوا کہ کُفّار شکست کھا
گئے ہیں۔ لہٰذا چند لشکریوں نے لُوٹ مار شرُوع کر
دی۔ مُسلمان تیر انداز بلند ٹیلوں پر تعیّنات کیے گئے تھے
اُنھوں نے اپنے لشکریوں کو لُوٹ مار کرتے دیکھا تو
لالچ میں آ کر اِس حکم کو پسِ پشت ڈال دِیا کہ "تم
اپنے مقام سے نہ ہلنا" اور وہ بھی لُوٹ مار کرنے والو

میں شامل ہو گئے۔

خالد پسپا ضرور ہوئے تھے، قریش کو فرار ہوتے بھی دیکھ رہے تھے۔ مگر وہ حالات پر قابو پانے کی فکر میں تھے۔ مسلم تیراندازوں کا جگہ چھوڑنا تھا کہ انھوں نے اپنے سواروں کے ساتھ پلٹ کر حملہ کر دیا۔ چونکہ یہ حملہ غیر متوقع اور ناگہانی تھا۔ لہٰذا میدانِ جنگ سے مسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے۔ کفار نے جب خالدؓ کا حملہ کامیاب دیکھا تو وہ بھی پلٹے اور جوابی حملہ کر دیا اور مسلمان چاروں طرف سے کفار کی اچانک یلغار کے باعث منتشر ہو گئے۔ کفار کے لشکر کی تعداد مجاہدین سے کئی گنا زیادہ تھی۔ لیکن آنحضرتؐ کی بے مثال قیادت کی بدولت مسلمان شکستِ فاش سے بچ گئے اور یہ لڑائی بلا فیصلہ ختم ہو گئی۔ آنحضرتؐ کی سپہ سالاری اور حاضر دماغی کا خالدؓ کے دل و دماغ پر گہرا اثر ہوا۔

غزوۂ خندق میں خالد اور عمرو بن عاص شامل تھے یہاں کے حالات نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دفاعی قابلیتوں کو اور بھی اجاگر کر دیا۔ اس لڑائی میں اہلِ قریش اپنے رسالے اور پیدل سپاہ کو کامیابی سے نہ لڑا سکے۔ یہاں مشرکین کے سوار دستوں نے خندق

پار کرنے کی کوشش کی، وہاں مُنہ کی کھائی، اِس لیے خالد اور عمرو واپس مکّہ چلے گئے۔

صُلح حدیبیہ

۶ھ میں آنحضرتؐ حج و عمرہ کی غرض سے خانۂ کعبہ کی جانب روانہ ہوئے۔ اس قافلے کے کوچ کی خبر اہلِ مکّہ کو ہوئی تو قریش نے جنگِ بدر اور جنگِ اُحد کا بدلہ لینے کی ٹھان لی۔ انھوں نے خالد بن ولید کو رسالے کے بڑے لشکر کا سالار بنا کر مقدمۃُ الجیش کے طور پر روانہ کیا تاکہ کراعِ نعیم میں اسلامی قافلے کو روک لیں اور باقی فوجِ قریش وہاں پہنچ کر مسلمانوں کو ختم کر دے، مگر یہاں بھی آنحضرتؐ نے ایسی دفاعی حکمتِ عملی سے کام لیا کہ کفّارِ قریش مات کھا گئے۔

عمرو بن عاص، خالد بن ولید اور عثمان بن طلحہ ان تینوں ماہرانِ فنِّ حرب کے دل میں غزواتِ اُحد اور خندق کے بعد یقین پیدا ہو گیا تھا کہ محمّد رسول اللہ، صلّی اللہ علیہ وسلّم سے بازی لے جانا غیر ممکن ہے۔ اگرچہ ان تینوں نے اپنے دلی جذبات سے ایک دوسرے کو مطلع نہیں کیا تھا۔

صُلح حُدیبیہ نے ایک فیصلے کی صُورت اِختیار کر لی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اِن تینوں جاں بازوں کے قلوب کو پلٹ دِیا تھا۔ چنانچہ ایک دِن یہ تینوں ایک دُوسرے کو اطلاع دِیے بغیر گھروں سے روانہ ہوئے۔ اور مدینۂ منوّرہ کے قریب مقامِ لداہ پر غیر متوقع طور پر ایک دُوسرے سے مِل گئے۔ سب سے پہلے عمرو بن عاص نے پُوچھا "اے ابا سلیمان! کہاں کا اِرادہ ہے؟"

خالد بن ولید نے جواب دِیا "خدا کی قسم! مَیں نے اچھّی طرح سمجھ لِیا ہے کہ محمدؐ اللہ تعالیٰ کے نبیؐ برحق ہیں۔ لہٰذا ہم کیوں خواہ مخواہ ضد پر قائم رہیں۔ آج مَیں اِسلام قبُول کرنے جا رہا ہُوں۔"

عمرو بن عاص اور عثمان بن طلحہ نے بھی یہی فرمایا۔ اور یہ تینوں بہادر حلقہ بگوشِ اِسلام ہونے کے لیے عازمِ مدینہ ہو گئے۔

بارگاہِ رسالتؐ میں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خود خالد کے اِسلام قبول کرنے کی پُوری توقع تھی۔ خالد کے بھائی ولیدؓ جنگ بدر کے بعد مشرّف باسلام ہو چکے تھے۔ ان سے بھی آنحضور

اپنی توقعات کا اظہار فرماتے رہتے تھے۔ جب یہ تینوں حضرات مدینۂ منورہ میں داخل ہوئے تو پہلے اُن کی ملاقات ولیدؓ سے ہوئی۔ ولیدؓ نے کہا کہ نبی کریمؐ اکثر آپ تینوں کے متعلق ارشاد فرماتے رہتے ہیں کہ یہ عنقریب مسلمان ہو جائیں گے۔

جب ولیدؓ نے آنحضرتؐ کی بارگاہ میں اطلاع کی کہ عمرو بن عاص، عثمان بن طلحہ اور خالد بن ولید قبولِ اسلام کی غرض سے باریاب ہونا چاہتے ہیں تو آنحضرتؐ نے فرمایا "الحمدُ للہ! مکّہ نے اپنے تین لختِ جگر ہماری طرف پھینک دیے ہیں"۔ یہ لوگ بارگاہِ رسالتؐ میں حاضر ہوئے تو آنحضرتؐ فرمانے لگے "الحمدُ للہ کہ خُدا نے تمھیں ہدایت دی"۔

خالدؓ نے مؤدّبانہ عرض کیا "یا رسُول اللہ! میں گنہگار ہوں۔ جن معرکوں میں آپ کے مُقابلے میں آیا ہوں؛ اس کے لیے دُعا فرما دیجیے کہ خُداوندِ تعالیٰ مغفرت فرما دے"۔

آنحضرتؐ نے جواب دیا "اسلام قبول کرنے سے پچھلے گناہ مُعاف ہو جاتے ہیں"۔

خالدؓ بن ولید نئے نئے مُسلمان ہوئے تھے۔ پھر بھی

آنحضرتؐ نے آپ کو فی الفور کئی جنگی مہمات پہ روانہ کر دِیا۔

اِیران اور رُوم

طلُوعِ اِسلام کے وقت عرب دو جابر و قاہر سلطنتوں کے درمیان گِھرا ہُوا تھا۔ ایک طرف ایران کی عظیم الشّان سلطنت تھی اور دُوسری جانب رُوم کی وسیع و عریض سلطنت، جسے رومتہ الکُبرٰی کہا جاتا تھا۔ اُن کے قبضے میں عرب کے کئی علاقے تھے اور اُن کے سامراجی عزائم کی وجہ سے حجاز کو زبردست خطرہ درپیش تھا۔

جنگِ مُوتہ

شرجیل بن عمرو غسّانی، قیصرِ روم ہرقل کی طرف سے، شام کا گوَرنر تھا۔ آنحضرتؐ نے حارثؓ بن عمیہ ازوی کو سفیر اور داعئ اسلام بنا کر شرجیل کے پاس بھیجا اور انھیں ایک خط بھی دِیا۔ شرجیل خط پڑھ کر اِس قدر برافروختہ ہُوا کہ اُس نے حضرت حارثؓ کو شہید کرا دِیا۔

حضورؐ کو اس حادثے کا بہُت صدمہ ہُوا۔ آپ نے

زیدؓ بن حارثہ کی سرکردگی میں تین ہزار مجاہدینِ اسلام کی فوج روانہ فرمائی اور ہدایت کی کہ اگر زیدؓ شہید ہو جائیں تو اُن کی جگہ حضرت جعفرؓ بن ابی طالب امیرِ جیش قرار پائیں۔ اگر یہ بھی شہید ہو جائیں تو عبداللہؓ بن رواحہ سپہ سالار ہوں اور جب وہ بھی جامِ شہادت نوش کر لیں تو لشکرِ اسلام کو اختیار ہے، جسے چاہے، اپنا امیر چن لے۔ شرجیل غسانی نے اس جمعیتِ مجاہدین کے مقابلے کے لیے ایک لاکھ لشکرِ جرّار روانہ کیا۔ خُود قیصرِ رُوم ہرقل مقامِ بلقا پر فروکش تھا۔

مجاہدینِ مدینہ سے کُوچ کر کے شہرِ معان تک پہنچے اور جب انھیں رومی لشکر کی تعداد کا علم ہُوا تو وہاں ٹھہر کر حالات کا جائزہ لینے لگے۔ بالآخر یہی طے پایا کہ رومیوں پر حملہ کیا جائے۔

رومی اور اسلامی فوجیں بڑی جرأت اور بہادری سے ایک دُوسرے پر حملے کر رہی تھیں۔ جنگ نے ہولناک شکل اختیار کر لی ہے اور حضرت زیدؓ، حضرت جعفرؓ اور حضرت عبداللہؓ نے باری باری جامِ شہادت نوش کیا۔ اس کے بعد ثابتؓ بن اقدم نے علمِ اسلام بلند کیا اور آپ ہی کی تجویز پر حضرت خالدؓ بن ولید امیرِ لشکر منتخب ہُوئے۔ حضرت خالدؓ

نے امیرِ لشکر ہوتے ہی چیدہ چیدہ شہسواروں کی معیّت میں دُشمن کے ایک بازُو پر شدّت کا حملہ کر دیا۔ جو اِس ناگہانی حملے کی تاب نہ لا کر پسپا ہو گیا اور اس کا زبردست جانی نقصان ہوا۔ اِس واقعے نے رومی لشکر میں ہراس پیدا کر دیا اور وہ اب جارحانہ حملوں کی بجائے بچاؤ اور مدافعت کی لڑائی لڑنے لگے۔ اِس طرح دِن تمام ہو گیا اور رات ہُوئی تو لڑائی بند کر دی گئی۔

جب رُومی لشکر تمام دِن کی نبرد آزمائی کے بعد آرام کر رہا تھا تو خالدؓ نے اِسلامی لشکر کو از سرِ نو ترتیب دیا۔ بجائے اِس کے کہ سب کو ایک ہی صف میں کھڑا کرتے، ان قبائل کو جو اوّل دِن پچھلی صفوں میں تھے آگے اور جو مجاہد پہلی صفوں میں تھے انھیں پیچھے کھڑا کیا۔

شرجیل کے لشکر کے لیے یہ ترتیب بہت مؤثر ثابت ہوئی۔ انھیں خیال ہوا کہ مسلمانوں کو مزید کمک پہنچ گئی ہے۔ جس کا حال وُہ خالدؓ کے جاسُوسوں کے پروپیگنڈے سے بھی سُن چکے تھے۔ دُوسرے دِن خالدؓ نے عرب دستور کے مطابق دست بدست لڑائی کے لیے دُشمن سے مُبارزت طلب کی اور دُشمن کے جتنے پہلوان

اور شہسوار یکے بعد دیگرے خالدؓ کے مقابلے میں آئے مارے گئے۔ مدافعانہ جنگ کا یہ سلسلہ دو دِن تک جاری رہا اور اِس عرصے میں بہت سے لوگ رُومی لشکر چھوڑ کر فرار ہو گئے۔

اُدھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اِس لشکر کو روانہ فرمانے کے بعد بے فکر نہیں ہو گئے تھے۔ آپؐ نے اعلانِ جہاد فرمایا اور نئی فوج تیار کرنی شروع کی۔ اِس کا علم بھی شرجیل کو اُس کے جاسُوسوں کے ذریعے ہو چُکا تھا۔ اِن حالات میں اُس نے یہی مناسب سمجھا کہ اپنے لشکر کو میدانِ جنگ سے فی الحال ہٹائے جائے اور دوبارہ تنظیم کر کے مُناسب موقع پر اسے دُشمن سے لڑائے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اِسی جنگ میں خالدؓ کے حق میں دُعا فرمائی تھی اور کہا تھا ــــ ''خالدؓ اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے'' ــــ اِسی دِن سے حضرت خالدؓ ''سیف اللہ'' (اللہ کی تلوار) کے لقب سے مشہور ہو گئے۔

معرکۂ حنین اور طائف

موتہ کی لڑائی میں خالدؓ نے ایک بہترین سپہ سالار

ہونے کا زبردست ثبوت دیا تھا۔ لہٰذا معرکۂ حُنین میں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے انھیں مُقدّمۃ الجیش کا کمانڈار بنا دیا۔ اِس جنگ میں خالدؓ نے جرأتِ مردانہ اور سپہ گری کا بہترین مظاہرہ کیا۔ خالدؓ خود زخموں سے چُور چُور تھے۔ بعض خطرناک زخم بھی لگے جسم سے کافی مقدار میں خون بہہ گیا۔ بایں ہمہ نہایت عالی حوصلگی سے آخر دم تک لڑتے رہے اور دُشمن کو میدانِ جنگ سے بھگا کر دم لیا۔

اِس موقع پر آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خالدؓ کی خاص طور سے دِل جُوئی فرمائی۔ اُن کے زخموں کی مرہم پٹی کرائی اور صحت کے لیے جناب باری میں دُعا فرمائی۔ فتح مکّہ کے وقت بھی خالدؓ کو آنحضرتؐ نے فوج کا سپہ سالار بنایا۔ بعینہٖ اِسی طرح محاصرۂ طائف کے وقت مُقدّمۃ الجیش کا سردار نامزد فرمایا۔

غزوۂ تبوک

جنگِ مُوتہ سے غسّانی عربوں کو بہت مایوسی ہوئی تھی اور وُہ بدلہ لینے کی تیاری کر رہے تھے۔ سنہ ۹ھ میں آنحضرتؐ کو غسّانیوں کی تیاریوں کا علم ہوا تو آپؐ

نے فی الفور اُن کے خلاف پیش قدمی کرنے کا فیصلہ فرمایا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دشمن اچانک حملے سے انتہائی خوف زدہ ہوگیا اور فی الفور صلح کرلی۔ اس کے بعد آنحضرتؐ نے دیگر عیسائی عرب رؤسا کو جو رُومی سلطنت کے باجگذار تھے زیر کرنا شروع کیا۔ چنانچہ ایلہ اور اذرح کے رؤسا نے بھی اطاعت قبول کرلی۔

دومۃ الجندل کا رئیس اکیدر بن عبدالملک بہت طاقتور اور سرکش تھا۔ یہ مقام اُس جگہ واقع تھا جہاں عراق، ایران، مدینہ اور ساحلِ حجاز کی سڑکیں ایک دوسری سے ملتی ہیں اور یہاں سے شام کی طرف نکل جاتی ہیں۔ اکیدر بن عبدالملک نے سڑکوں کے اس مقامِ اتصال پر قابو رکھنے کے لیے ایرانی خزانے اور دولت کی مدد سے یہاں نہایت مستحکم قلعہ تعمیر کیا تھا۔ اس قلعے کی تسخیر کے لیے آنحضرتؐ نے خالدؓ کو روانہ کیا اور ارشاد فرمایا کہ اکیدر تم کو اپنے قلعے کے نزدیک نیل گائے کا شکار کرتا ہوا ملے گا۔

چاندنی رات تھی۔ خالدؓ کی فوج کمین گاہ میں پوشیدہ تھی۔ خالدؓ سراپا انتظار تھے۔ اکیدر نیل گائے کا تعاقب کرنے نکلا۔ عین اسی عالم میں خالدؓ نے اُسے

گرفتار کر لیا۔ اکیدر کے بھائی حسّان کو گرفتاری کی خبر لگی تو وہ اپنی سپاہ لے کر مقابلے کے لیے آیا۔ سخت خوں ریز جنگ ہوئی۔ حسّان مارا گیا۔ اس کی فوج بھاگ نکلی اور خالدؓ نے فی الفور قلعے پر قبضہ کر لیا۔ اکیدر نے جزیہ دے کر اطاعت قبول کر لی اور اس نئے اصول جنگ کی بدولت ایک مستحکم قلعہ فتح ہو گیا۔ اس کے بعد حضرت خالدؓ نے بنو جذیمہ کے قبیلے کو مشرف بہ اسلام کیا اور پھر نجران کی مہم سر کی۔

یمن

۱۰ھ میں خالدؓ کو حکم ملا کہ وہ بلادِ یمن میں جا کر دعوتِ اسلام دیں۔ اس زمانے میں یمن مسیحیت کا مرکز اور حکومتِ ایران کا صوبہ تھا۔ وہاں ایک عظیم الشان کلیسا بنایا گیا تھا جو تبلیغ عیسائیت اور مخالفت اسلام کا منبع تھا۔ تجارت و حرفت کے لحاظ سے بھی یمن کو بہت اہمیت حاصل تھی۔

جب خسرو پرویز، شاہِ ایران، کے نام آں حضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دعوتِ اسلام کا مکتوب روانہ فرمایا تو وہ اسے پڑھ کر بہت برہم ہوا اور اس نے آپؐ کی

شان میں یہ گستاخانہ جملے ادا کیے: "میرا غلام اور مجھے ایسا گستاخانہ خط لکھتا ہے"۔ پھر فوراً یمن کے والی باذان کو حسب ذیل فرمان روانہ کیا:۔

"دو صبا رفتار جوانوں کو مدینے روانہ کرو اور انھیں حکم دو کہ وہ اس نبی کو پکڑ کر میرے پاس لے آئیں"۔

اس حکم کے بموجب باذان نے دو سوار مدینہ روانہ کیے، جنھوں نے آنحضرتؐ سے کہا کہ "آپ کو کجکلاہِ ایران نے طلب کیا ہے"۔

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کل آنا"۔

دوسرے دن جب یہ سپاہی پہنچے تو آنحضرتؐ نے فرمایا "خسرو کو تو اس کے بیٹے شیرویا نے قتل کر دیا ہے"

یہ خبر سن کر وہ سپاہی اس قدر ششدر ہوئے کہ فوراً والیِ یمن کے پاس لوٹ گئے اور جب یہ خبر اسے بتائی تو وہ بھی حیرت زدہ رہ گیا۔ کیونکہ اس وقت تک وہاں ایسی کوئی اطلاع موصول نہیں ہوئی تھی۔ چند دن بعد جب خسرو کے قتل کی خبر یمن میں پہنچی، تو باذان اسے آنحضرتؐ کا معجزہ تسلیم کر کے مشرف باسلام ہو گیا۔

اس والیِ یمن کی استدعا پر خالدؓ کو سالارِ لشکر اور

حضرت علیؓ کو تمام امُور میں قیادت کا درجہ دے کر یمن روانہ کیا گیا۔ مگر یمن کے عوام نے دعوتِ اسلام قبول نہ کی بلکہ جنگ شرُوع کر دی۔ لیکن بہت جلد شکست کھا گئے۔ سب سے پہلے قبیلۂ ہمدان نے اسلام قبول کیا۔ بعد میں آہستہ آہستہ تمام قبائل حلقہ بگوشِ اسلام ہو گئے۔

بنُو کنانہ

عَمرو بن لحیَ نے مکّہ کے علاوہ دو جگہ اور بہت بڑے بڑے بُت بنوائے تھے۔ ایک طائف میں تھا جس کا نام "لات" تھا۔ دُوسرا بنُو کنانہ کے سپرُد کیا۔ اُس کا نام "عزّیٰ" رکھا۔ بُت کدے کا نام بھی عزّیٰ ہی تھا۔

مکّے کا بُت "ہُبل" اگرچہ سب سے بڑا تھا اور زیادہ مُکرّم و مُحترم سمجھا جاتا تھا۔ تاہم لات اور عزّیٰ کی بھی خوب پرستش ہوتی تھی اور اُن پر بہ کثرت تحائف چڑھائے جاتے تھے۔ بُت پرستوں کا عقیدہ تھا کہ خُدا چھ مہینے لات میں گزارتا ہے اور چھ مہینے عزّیٰ میں۔

جب مکے کا ہبل ٹوٹ گیا اور طائف کا لات بھی شکست ہو چکا تو بنو کنانہ نے عربوں میں مشہور کر دیا کہ یہ تباہی اُن کے معبود کی ناراضگی کے سبب سے آئی ہے اور چونکہ یہ عقیدہ بہت شہرت پکڑ چکا تھا لہٰذا عُزّٰی کی قدر و منزلت بدرجہا بڑھ گئی اور دُور دراز سے لوگ اُس کی زیارت اور پرستش کے لیے آنے لگے۔

چونکہ عُزّٰی کی پرستاری نے انتہائی اہمیت حاصل کر لی تھی اور اُس کا مٹانا ضروری تھا، اس لیے آنحضرت صلعم نے خالدؓ کو لشکر دے کر بنو کنانہ کی سمت روانہ فرمایا۔ خالدؓ وہاں پہنچے اور بغیر کسی خاص مزاحمت کے عُزّٰی کے بت کو پاش پاش کر دیا۔ اس کے بعد آپ بنو کنانہ اور بنو حنیفہ میں تبلیغ کے لیے مامور فرمائے گئے چونکہ یہ کام بہت دشوار تھا۔ اس لیے حضرت علیؓ کو خالدؓ کی مدد کے واسطے روانہ کیا گیا۔ یہ دوسرا موقع تھا کہ حضرتِ علیؓ کی تربیت سے خالدؓ مستفیض ہوئے

بحرین اور اس کے نواح میں حضرت عمروؓ بن عاص مصروف تبلیغ تھے۔ سنہ ۱۰ھ میں جبکہ تمام اطراف عرب میں اسلام بسرعت پھیل رہا تھا، آنحضرت صلعم کا وصال ہو گیا

مُرتدّین کے خلاف جہاد

حجاز میں اسلام کی ہر دلعزیزی کافر سردارانِ قبائل اور غیر مسلم مذہبی رہنماؤں کے لیے ناقابلِ برداشت تھی نسبی و خاندانی امتیازات کی بقا اُن کا مطمحِ نظر تھا ۔ کمزوروں کو دبا کر اور زیردستوں پر مظالم روا رکھ کر وُہ اپنی برتری اور عظمت قائم رکھنے کے آرزومند رہتے تھے ۔ اسلام جو دُنیا میں تفرقہ مٹانے آیا تھا ، انھیں ایک آنکھ نہ بھاتا تھا اور وُہ اسلام کی مخالفت میں ہمہ تن مصروف رہتے تھے ۔

نبیِ کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی وفات کے بعد انھوں نے حشرات الارض کی طرح سر اُٹھایا ۔ رُوم اور ایران کی حکومتوں کی جانب سے انھیں نہ صرف شہ مل رہی تھی بلکہ مالی امداد اور اسلحہ کی بہم رسانی بھی کی جا رہی تھی ۔ ان تمام مشرکین نے اس موقع کو اپنے عزائم میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے غنیمت سمجھا ۔

اہلِ عرب مدّت سے فسق و فجور کے عادی تھے ۔ لہٰذا جب شیوخِ قبائل نے ازسرِ نو انھیں عیش و عشرت دینے کا وعدہ کیا اور زکوٰۃ و عبادات کی قید سے مخلصی

دِلانے کا اقرار کیا تو یمن سے لے کر حدودِ شام تک اور خلیج فارس کے ساحل سے لے کر بحیرۂ اسود تک اسلام کے خلاف بغاوت کے شعلے بلند ہونے لگے۔

عامر بن طفیل جو قبیلہ بنو عامر کا سردار تھا، علانیہ کہنے لگا "میں قریشی النسل پیمبر کا پیرو کیسے رہ سکتا ہوں، جبکہ میری تمنا ہے کہ میں پورے عرب کا سردار بن جاؤں!"

قبیلہ غطفان اور بنو اسد نے اس موقع پر اپنا نبی مقرر کر لیا، جس کا نام طلیحہ تھا۔ اِن قبائل نے کہا "قریش کا نبیؐ تو خوابِ عدم میں روپوش ہو گیا اور ہمارا نبی ابھی زندہ ہے۔"

یمن کا حکمران عبدالقیس، نعمان بن منذر کا پوتا تھا وہ حمیری حکومت کی شان و شوکت کو از سرِ نو زندہ کرنے کا تمنائی تھا۔ اِس زمانے میں دعوائے نبوت اِس قدر عام ہو گیا تھا کہ مرد تو مرد کئی عورتوں نے بھی نبوت کا دعوای کر دیا۔ اس طرح راسخ العقیدہ اور سعادت مند تو استقلال سے اسلام کا دامن تھامے رہے، لیکن ڈھلمل یقین اور منافقین اس طوفان میں بہہ گئے۔

حضرتِ ابُوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہُ کو خلیفۃُ المؤمنین بنے ایک ہفتہ بھی نہ گزرنے پایا تھا کہ تمام عرب میں بغاوت کا طُوفان بپا ہوگیا اور ہر جگہ سے ارتداد کی خبریں آنے لگیں۔ اِدھر شام کی طرف سے بغاوت کی خبریں آنحضرتؐ کے وصال سے قبل آچکی تھیں اور حضرتِ اُسامہؓ بن زیدؓ کو اس مُہم کے لیے مقرر کیا جا چُکا تھا۔

اِن حالات میں حضرت ابُوبکر صدّیقؓ نے جس عزم و استقلال، سیاسی تدبّر اور اعلیٰ فوجی قابلیّت کی مثال قائم فرمائی، آنحضرتؐ کے جانشین اور خلیفہ سے وہی متوقّع تھی۔

آپ نے مفسدین کی سرکوبی اور استیصال کے لیے پہلے گیارہ لشکر تیار کیے اور بعد میں اُن میں اور اضافہ فرمایا۔ حجاز میں سب سے بڑے دُشمنانِ دین طلیحہ اور اسود عنسی وغیرہ تھے۔ اُن کی سرکوبی کے لیے آپ نے جو لشکر روانہ فرمایا، اُس کے کماندار خالدؓ بن ولید بنائے گئے اور انھی مہمّات میں ان کے تدبّر، شجاعت اور جاں بازی کے جوہر کھُلے اور کمانداری کی قابلیّت و اہلیّت اُجاگر ہوئی۔

حضرت ابُوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ نے مُرتدین کی سرکوبی کے لیے جو فوجی مُہمّیں روانہ کیں۔ اُن کی روانگی سے قبل ہر جگہ اپنے قاصد بھیجے، جنھیں خاص طور پر ہدایت کر دی گئی تھی کہ وُہ خلیفے کا فرمان بآوازِ بلند لوگوں کو سُنائیں اور بتا دیں کہ ان قاصدوں کے ہمراہ یا بعد میں اسلام کے عساکر آئیں گے اور جب لشکر اُن کے ہاں پہنچے اور اہلِ لشکر کی اذانوں کے جواب میں مُرتدین نعرۂ تکبیر بلند کریں تو سمجھا جائے گا کہ یہ لوگ اپنے کیے پر نادم ہیں اور دوبارہ اسلام لے آئے ہیں بصُورتِ دیگر اُن کے خلاف جہاد کیا جائے۔ اُن سے خُون بہا اور جزیہ لیا جائے۔ فرمانِ خلافت کے چند اقتباسات یہاں نقل کیے جاتے ہیں۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ فرمان ابُوبکر خلیفۂ رسُول اللہ، صلّی اللہ علیہ وسلّم، کی طرف سے ہر اُس شخص کے لیے ہے جو خواہ اسلام پر قائم ہو یا اس سے مُرتد ہو گیا ہو۔ جان لو، اے لوگو! کہ محمّد رسُول اللہ، صلّی اللہ علیہ وسلّم، کو اللہ تعالیٰ نے نبیِ برحق بنا کر مبعُوث فرمایا۔ جو شخص دعوتِ اسلام قبُول کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اُسے ہدایت دیتا ہے اور جو شخص اس سے

اِنکار کرتا ہے، اُسے بامر اللہ تعالیٰ بذریعۂ جہاد اطاعت کی طرف رجُوع کیا جاتا ہے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم، خُدا کے اَحکام نافذ فرما کر اور مُسلمانوں کو نصیحت فرمانے اور اپنے فرائضِ تبلیغ انجام دینے کے بعد اس دُنیا سے تشریف لے جا چُکے ہیں اور اِس اَمر کی خبر قرآن کے ذریعے آپؐ کو پہلے ہی دے دی گئی تھی کہ "اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ" اور تُم میں سے کِسی کو دائمی زندگی نہیں دی گئی۔ تو اگر تم دُنیا سے چلے گئے تو کیا وُہ ہمیشہ زندہ رہیں گے؟ اِسی طرح قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ۔ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ" (محمدؐ صرف رسُول ہیں اور ان سے پہلے بہت رسُول گزر چُکے ہیں۔) پس، وُہ اِنتقال فرما گئے یا شہید ہو گئے تو کیا تُم اِسلام سے مُنحرف ہو جاؤ گے؟ یاد رکھو، جو شخص مُنحرف ہوگا، وُہ اللہ تعالیٰ کا کُچھ نہ بگاڑے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے شُکر گزار بندوں کو نیک بدلہ اور احسن اَجر عطا فرمائے گا۔"

"مُجھے معلُوم ہُوا ہے کہ تُم لوگوں نے مشرّف باِسلام ہونے اور اَحکامِ اِسلام کی بجا آوری کے بعد

اطاعتِ الٰہی سے مُنہ موڑ لیا ہے اور شیطان کی
اطاعت قبول کر لی ہے۔ تو کیا تم اللہ کو چھوڑ کر
شیطان اور اُس کی ذُرّیّت کو اپنا دوست بناتے ہو؟
یہ دراصل تمھارے دُشمن ہیں اور تمھیں جہنّم میں لے
جانے والے۔ پس تم بھی ان کو اپنا دوست نہ
بناؤ۔"

"مَیں مُہاجرین اور انصار کا لشکر تمھارے پاس
روانہ کر رہا ہوں۔ یہ سب نیکی کی پیروی کرنے والے
ہیں۔ انھیں حُکم دیا گیا ہے کہ وہ تمھیں اسلام کی طرف
بُلائیں اور اس بلاوے سے پہلے وہ کسی پر حملہ نہ
کریں۔ جو لوگ اسلام کی شہادت دیں، مَیں نے حُکم
دیا ہے کہ ان کی امداد کی جائے اور جو اسلام سے
انکار کرے، اُس کا مقابلہ کیا جائے۔ پس جو شخص
ایمان لائے گا، اُس کے واسطے بہتری ہے۔ کیونکہ
ایمان نہ لانے والا اللہ تعالیٰ کو عاجز نہیں کر سکتا۔"

اب ہم وہ فرمان درج کرتے ہیں جو عساکرِ اسلام
کی روانگی سے پہلے ہر لشکر کے سردار کو خلیفہؓ
اوّل نے دیا تھا:-

"یہ فرمان ابُوبکرؓ خلیفۂ رسولؐ اللہ کی طرف سے

فلاں (خالد) بن فلاں (ولید) کو اس وقت دیا جا رہا ہے جبکہ وہ مُرتدینِ اسلام سے مُقابلہ کرنے کے واسطے بھیجے جا رہے ہیں ۔

اُن سرداروں سے ہم نے اقرار لے لیا ہے کہ وہ تمام مُعاملاتِ ظاہری و باطنی میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہیں گے ۔ ہم نے حُکم دیا ہے کہ وُہ اللہ کی راہ میں مُرتدینِ اسلام سے جہاد کریں ۔ لیکن لڑائی کرنے اور حملہ آور ہونے سے قبل اُن کو اسلام کی دعوت دیں اور عطف و شفقت سے پیش آئیں ۔ اگر وُہ لوگ دعوتِ اسلام قبُول کر لیں تو ہرگز جنگ و جدل نہ کیا جائے اور اگر وُہ اسلام کی دعوت رَدّ کر دیں تو اُن سے اُس وقت تک جنگ جاری رکھی جائے جب تک وُہ اسلام کی دعوت قبول نہ کر لیں ۔ اندریں حالات اُنھیں اُن کے فرائض سے آگاہ کر دیا جائے ۔ اُن کے حقُوق اُنھیں دیئے جائیں ۔ اس بارے میں کسی کی رعایت نہ کی جائے ۔ جس نے اسلام کی دعوت قبُول کر لی، وُہ بے قصُور اور بے گناہ سمجھا جائے گا ۔

جو شخص اقرار باللسان کے بعد تصدیق بالقلب نہ کرتا ہو، جس کا ظاہر و باطن ایک نہ ہو، اُس کا مُحاسبہ

اللہ تعالیٰ خود کرے گا۔ جو لوگ انکارِ اسلام پر قائم رہے اور پھر مجاہدین کو لڑنے پر مجبور کیا تو بے شک اللہ تعالیٰ مجاہدین کو غلبہ و نصرت عطا فرمائے گا۔"

حضرتِ ابُوبکرؓ صدیق کے عام احکامِ جنگ بھی لائقِ غور ہیں۔ روانگی کے وقت حضرتِ اُسامہؓ بن زیدؓ سے فرمایا :۔

"خیانت اور بدعہدی نہ کرنا۔ دلوں میں کینہ اور بُغض نہ رکھنا۔

مقتولین کے اعضاء و جوارح (ناک، کان، وغیرہ) نہ کاٹنا۔

رعایا کے مویشی اور اونٹ ہرگز ذبح نہ کرنا۔ درختوں کو نہ اُکھاڑنا نہ جلانا۔ میوہ دار درختوں کو نہ کاٹنا۔ بچّوں، بوڑھوں اور عورتوں کو قتل نہ کرنا۔

اثنائے راہ میں تمھیں وہ لوگ بھی ملیں گے، جو کنیساؤں اور خانقاہوں میں مصروفِ عبادت ہیں۔ اُن سے تعرّض نہ کرنا، نہ اُن کی عبادت گاہوں میں خلل ڈالنا۔

اس مہم میں تم نبیِ کریم کی ہدایات کی پوری پوری تعمیل کرنا۔ میدانِ جنگ میں جو تم سے لڑے،

اُس سے بہادری سے لڑنا اور اگر وُہ صُلح کی طرف جُھکے تو صُلح کر لینا۔ صُلح ہر حال میں جنگ سے بہتر ہے۔ اب تُم خُدا کا نام لے کر روانہ ہو جاؤ۔"

طلیحہ

طلیحہ بنُو اسد کا مشہُور شہسوار ہونے کے علاوہ بہُت عیّار اور شعبدہ باز تھا۔ اُس کا اثر محض قبیلہ بنُو اسد ہی پر نہیں تھا، دُوسرے قبائل بھی اُس کے زیرِ اثر تھے۔ اُس نے آنحضرتؐ کے عہدِ حیات ہی میں نبوّت کا دعویٰ کر دِیا تھا اور جب سمجھانے سے نہ سمجھ سکا تو پھر ضرارؓ بن ازور کو آنحضرتؐ نے اُس کی تنبیہہ کے لِیے روانہ فرمایا۔ ضرارؓ نے طُلیحہ کو شکست فاش دی۔ ایک مجاہد نے اُس پر وار بھی کیا، لیکن کارگر نہ ہُوا اور وُہ بچ کر نکل گیا۔

اِس واقعے کا طلیحہ نے بہُت فائدہ اُٹھایا اور اپنے معتقدین کے ذریعے مشہُور کرا دیا کہ طلیحہ پر تلوار اثر نہیں کرتی۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم، کے وصال کے بعد کئی ہزار عرب اُس کے جھنڈے تلے جمع ہو گئے۔ طلیحہ بہُت لسّان تھا اور مُقفّیٰ جُملے بنا لیتا تھا۔ اُس

نے یہ بھی اعلان کیا کہ اُس پر وحی نازل ہوئی ہے کہ زکوٰۃ بالکل فضول ہے، نماز پڑھنے کی اب ضرورت نہیں رہی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر اُس نے اپنا ایک وفد مدینہ روانہ کیا تاکہ حضرت ابُوبکر صدیق رضؓ سے اپنی شرائط منوائے اور جب حضرت ابُوبکر رضؓ نے نفی میں جواب دیا تو وہ اپنے متبعین کو ساتھ لے کر مدینے پر حملہ آور ہوا۔ حضرت ابوبکر رضؓ نے اُس کے لشکر کو منتشر کر کے بھگا دیا اور اُس کے بعد ۱۱ھ میں حضرت خالد رضؓ بن ولید اور عدی رضؓ بن حاتم کو اُس کی سرکوبی کے لیے روانہ فرمایا۔

حضرت خالد رضؓ نے دربارِ خلافت کے احکام کے مطابق تین بار اپنے قاصد اور اپنا تبلیغی مشن طلیحہ کے پاس روانہ کیا۔ لیکن اُس نے متکبرانہ رویّہ اختیار کیا نیز دو صحابیوں، حضرت عکاشہ رضؓ اور حضرت ثابت رضؓ کو شہید کر دیا۔ اس کے بعد حضرت خالد رضؓ نے سمجھ لیا کہ یہ لوگ بغیر جنگ کے نہ مانیں گے۔ چنانچہ آپ رضؓ نے اعلانِ جنگ فرما دیا۔

خالد رضؓ کا دفاعی منصوبہ یہ تھا کہ بچاؤ کے اصول

پر لڑائی لڑی جائے، کیونکہ دشمن کی تعداد زیادہ تھی۔
طلیحہ کے شہسواروں نے لشکرِ اسلام پر پے در پے حملے کیے۔ کبھی وہ میمنہ پر اور کبھی میسرہ پر حملہ آور ہوتے جدھر مجاہدین پر زیادہ دباؤ پڑتا، حضرت خالدؓ اپنی محفوظ فوج کے ساتھ عقاب کی طرح مرتدین کے بازوؤں پر حملہ کر کے انھیں مار بھگاتے، پھر محفوظ فوج کو قلبِ لشکر کے قریب لا کر کھڑا کر دیا جاتا۔

طلیحہ خود تو لشکر کے عقب میں مقیم رہا اور لشکر کی کمان عیینہ بن حصن کے سپرد کی۔ جب عیینہ کے متعدد حملے ناکام رہے تو وہ طلیحہ کے پاس گیا تاکہ جنگ کے متعلق پتہ لگائے کہ اس کے لیے طلیحہ پر کیا وحی نازل ہوئی ہے۔ چند بار حاضر ہونے اور تشفی بخش جواب نہ ملنے پر اس نے اپنے قبیلے بنو فزارہ کو محاذِ جنگ سے الگ ہو جانے کا حکم دے دیا۔ وہ جنگ سے الگ ہو کر واپس لوٹ ہی رہا تھا کہ لشکرِ اسلام نے اسے گرفتار کر لیا۔ سپہ سالار کی گرفتاری کی خبر آناً فاناً طلیحہ کے لشکر میں پھیل گئی۔ جس سے سارا لشکر بدحواس ہو گیا اور ان کے حوصلے پست ہو گئے۔ لوگ گھبرا گھبرا کر اپنے گھروں کو واپس جانے لگے اور

طلیحہ موقع پاکر اپنی بیوی کے ہمراہ مُلک شام کی طرف بھاگ گیا۔ اِس طرح یہ مُہم فتح ہُوئی۔

یہی طلیحہ حضرتِ عمرؓ کے عہدِ خلافت میں تائب ہو کر حلقہ بگوشِ اسلام ہوا اور ایران کے خلاف جنگ میں شہید ہوا۔

سلمٰی

طلیحہ کے فرار کے بعد بنُو ہوازن، غطفان اور بنو سلیم کے پسماندگان فرار ہو کر سلمٰی بنتِ مالک بن حذیفہ کے جھنڈے تلے جمع ہُوئے۔ اس عورت نے بھی فتنۂ ارتداد سے متاثر ہو کر اسلام سے بغاوت کی تھی۔ وُہ بہت خوب صُورت، فنِ سپہ گری میں طاق، تقریر کرنے میں بے مثال اور سیاسی توڑ جوڑ میں بھی اپنا جواب نہ رکھتی تھی۔ بنُو ہوازن، بنُو غطفان، بنو اسد، بنُو فزارہ، بنُو عامر اور یہُودیوں کے شکست خُوردہ لوگ اُس سے جا ملے۔ لیکن خالدؓ نے اس سُرعت سے سلمٰی کی جانب پیش قدمی کی کہ اُسے لشکر کی تنظیم کا موقع نہ مل سکا۔ بایں ہمہ وُہ طلیحہ کے برعکس بہادری سے میدانِ جنگ میں لڑی اور اپنی فوج کی کمان کرتے

کرتے قتل ہو گئی ۔

سجاح

سجاح بنو تغلب کے شیخ کی لڑکی تھی ۔ بنو تمیم اس کی ننھیال تھی ۔ یہ بھی بے حد حسین و جمیل ، پُرفن مکّار اور فتنہ پرور عورت تھی ۔ اُس نے دُوسرے لوگوں کو دعوائے نبوّت کرتے سُنا تو خُود بھی مدعیۂ نبوّت بن بیٹھی ۔ حُسن پرستی اور عصبیت عربوں میں عام تھی ۔ چنانچہ سجاح کا جادُو چل گیا ۔ بنو تغلب کے رئیسِ اعظم ہذیل بن عمران اور بنو نمر کے سردار عصبہ بن ہلال اور بنو شیبان کے رئیس سہیل بن قیس نے سجاح کے دعوائے نبوّت کی تصدیق کی اور اُس پر ایمان لے آئے ۔

سجاح نے اپنے جمالِ زیبا کی سحر کاریوں سے کام لے کر بنو تمیم کو گرویدہ کر لیا اور اُن سے مُصالحت کر لی اور چار ہزار سے زیادہ نبرد آزما اور جنگجو سپاہ کی سپہ سالار بن کر مدینہ پر حملہ کرنے کی غرض سے پیش قدمی کی ۔ ابھی اپنے مُستقر سے چل کر کچھ منزلیں ہی طے کی تھیں کہ بنو تمیم اُس سے الگ ہو گئے ۔ اس کے باوجُود اُس نے مدینے پر حملہ کرنے کا قصد ترک نہ

کیا، لیکن مزید چند منازل طے کرنے کے بعد اُس کا
ارادہ پلٹ گیا۔ اب اُس نے ایک نئی چال چلی اور
مُسیلمہ کذّاب کو، جو نبوّت کا مدّعی تھا، اپنے ساتھ ملانے
کا منصوبہ تیار کیا۔ وہ بھی اِس طرح کہ دعوت نامہ خود
مُسیلمہ کی جانب سے اُسے موصول ہو۔ چُنانچہ ایسا ہی
ہُوا۔ مُسیلمہ کا دعوت نامہ ملتے ہی سجاح اپنے لشکر کو
اسی مقام پر چھوڑ کر ایک حفاظتی دستے کی معیّت میں
مُسیلمہ کذّاب سے ملنے کے بہانے یمامہ کی طرف چل
دی۔

مُسیلمہ اُس کی پیشوائی کے لیے چند منازل آگے آیا۔
دونوں نے مل کر فی الفور شادی رچا لی۔ تین دن
سجاح مُسیلمہ کے پاس رہی اور یہ طے پایا کہ نصف
نبوّت کا حق سجاح کے پاس رہے گا۔ اس کے بعد
دونوں مُدّعیانِ نبوّت کے پیروؤں کو صبح اور عشاء کی
نمازیں معاف کر دی گئیں۔

تین دن مُسیلمہ کے پاس رہنے کے بعد سجاح یمامہ
سے روانہ ہو کر اپنے لشکر کے پاس پہنچی۔ لیکن اُس
کے بعد ہی خالدؓ نے اُس کے لشکر پر حملہ کر دیا۔
مرتدین پر اس قدر خوف و ہراس طاری ہوا کہ وہ

مغلوب ہو کر بھاگ گئے۔ سجاح اپنی جان بچا کر ارضِ جزیرہ کی طرف فرار ہو گئی اور بنو تغلب سے پناہ کی طالب ہوئی اور پھر وہیں مر گئی۔

بنو تمیم

بنو تمیم عرب کا بہت زبردست اور طاقتور قبیلہ تھا۔ اُس کی متعدد شاخیں تھیں۔ اس قبیلے کے لوگ اسلام قبول کر چکے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے سرداروں مالک بن نویرہ، وکیع بن مالک قیس بن عاصم اور صفوان بن صفوان کو عاملِ زکوٰۃ مقرر فرمایا تھا۔ جب فتنۂ ارتداد کا آغاز ہوا تو یہ تمام سردار بمع صفوان بن صفوان مرتد ہو گئے اور انھیں کے اہلِ قبیلہ زیادہ تر مسیلمہ، سجاح اور طلیحہ کے ہم نوا ہوئے اور انھی کے نمائندہ حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں معافیٔ زکوٰۃ کی عرضداشت لے کر حاضر ہوئے تھے۔ اُس وقت حضرت ابوبکرؓ نے جو کلمات ارشاد فرمائے، وہ آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہیں:

"واللہ، ایک بکری کا بچّہ جو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم، کو دیا جاتا تھا، اُسے بھی دینے سے

کوئی انکار کرے گا تو میں اُس منکر کے خلاف جہاد کروں گا۔"

بنو تمیم کو یقین تھا کہ خالدؓ عرصے تک اُن سے اور اُن کے حلیفوں سے لڑائی میں اُلجھے رہیں گے اور اِس اثناء میں ہم سجاح اور مسیلمہ کے لشکروں کو ہمراہ لے کر مدینہ فتح کرنے میں کامیاب ہوجائیں گے مگر جب اُنھوں نے سُنا کہ طلیحہ، سلمٰی اور سجاح کے لشکر درہم برہم ہو گئے اور اُن کے قبائل اسلام کے مطیع ہو چکے ہیں تو اُنھوں نے اِن تینوں کا ساتھ چھوڑ کر اپنے گھر کی راہ لی تاکہ اپنے اہل و عیال کی محافظت کر سکیں۔

اِن لوگوں کے عزائم سے خالدؓ خوب واقف تھے چنانچہ اسلامی لشکر آناً فاناً مقام بطاح میں اِس قبیلے کے درمیان جا پہنچا۔ اُسے دیکھتے ہی اہلِ قبیلہ کے ہوش اُڑ گئے۔ خالدؓ نے اُن کے سرداروں کو گرفتار کرنے کا حکم دیا اور اُن سب کی گردن مار دی۔

آنحضرتؐ کی وفات کے بعد مالک بن نویرہ مُرتد ہو گیا تھا۔ لیکن اُس کی بیوی اسلام پر قائم تھی جسے مالک نے اپنے ظلم و تعدّی کا نشانہ بنا رکھا تھا جب

مالک قتل کر دیا گیا تو خالدؓ نے عام رواج کے مُطابق ایک سردار کی معزّز خاتون کا وقار قائم رکھنے کی غرض سے اِن سے نکاح کر لیا۔ لیکن دُشمنوں اور مُخبروں نے دربارِ خلافت میں اِس واقعے کو بڑی رنگ آمیزی کے ساتھ پہنچایا۔ خالدؓ کی طلبی ہُوئی۔ جُرم کی تفتیش کی گئی اور جب وُہ بے قصُور ثابت ہُوئے تو خلیفۂ اوّل نے انھیں اُن کے عہدے پر بحال کر دیا۔

مُسیلمہ کذّاب

مُسیلمہ بن حبیب قبیلہ بنُو حنفیہ کے ایک مُعزّز گھرانے میں پیدا ہُوا۔ اُس نے ۱۰ھ یعنی نبیؐ کریم کی حیاتِ مُبارکہ ہی میں اعلانِ نبوّت کر دیا تھا اور ایک خط کے ذریعے رسالت و نبوّت میں آنحضرتؐ کو نصف کا شریک ہونے کی تحریک کی تھی۔ نیز تحریر کیا تھا کہ وُہ نصف مُلک پر قریش کی نبوّت تسلیم کرتا ہے اور بقیّہ نصف عرب کا اُسے نبی تسلیم کر لیا جائے۔

آنحضرتؐ چُونکہ شفقت، رحمت اور شرافت میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ اس لیے آپؐ نے بار بار مُسیلمہ کو عذابِ آخرت سے ڈرایا اور دعوتِ حق دی، مگر وُہ

باز نہ آیا۔ آنحضرتؐ کے وصال کے بعد اُس کا حوصلہ اور بڑھ گیا اور دُنیوی جاہ و جلال کے طلب گار رؤسا نے اپنے قبیلے کے جھوٹے نبی کا اقتدار قائم کرنے کی تدبیریں شروع کر دیں۔

حضرتِ ابوبکرؓ نے عکرمہؓ کو امیرِ لشکر بنا کر مُسیلمہ کی سرزنش کی غرض سے روانہ فرمایا اور حضرتِ شرجبیلؓ بن حسنہ کاتبِ رسولؐ اللہ کو عکرمہؓ کی اعانت کے واسطے بھیجا۔

حضرتِ عکرمہؓ نے حضرتِ شرجبیلؓ کے آنے کا انتظار نہ کیا اور مُسیلمہ کی طاقت کا صحیح اندازہ لگائے بغیر حملہ کر دیا۔ جس کے باعث اُنھیں شکست ہوئی چُنانچہ حضرتِ ابوبکرؓ نے شرجبیلؓ کو حکم بھیجا کہ تم اپنی جگہ قائم رہو اور خالدؓ کے آنے کا انتظار کرو۔ جب وُہ پہنچ جائیں تو اُن کے تحت حملہ آور ہونا لیکن شرجبیلؓ نے بھی عکرمہؓ کی سی غلطی کر لی۔ غالباً اُن کا خیال ہوگا کہ خالدؓ کی آمد سے پہلے ہی مُسیلمہ کو شکست دے کر فتح کا سہرا اپنے سر باندھ لیں۔

مُسیلمہ اور اُس کے پیرؤوں کو راہِ راست پر لانے کے لیے آنحضرتؐ نے بناء الرّحالؓ بن عنفوہ کو بطورِ معلّم

روانہ فرمایا تھا تاکہ وُہ مُسیلمہ کے ادّعا کی تردید کر سکے
یہ بنُو حنیفہ کے قبیلے سے تھا، لیکن مُسیلمہ کی چرب
زبانی سے متأثر ہو کر اور لالچ دِلانے پر مُرتد ہو گیا۔
اُس نے جب عوام کے رُوبرُو مُسیلمہ کے حق میں شہادت
دی کہ مَیں نے آنحضرتؐ کو کہتے سُنا ہے کہ مُسیلمہ کو
میرے ساتھ نبوّت میں شریک کر دیا گیا ہے تو عوام
پر اس کا بہت گہرا اثر ہُوا اور قبیلہ بنو حنیفہ مُرتد ہو گیا
کئی ہزار نَو مُسلِم اسلام سے پھر گئے۔ بنُو تمیم پر اُس کا
اثر پڑا اور وُہ بھی مُرتد ہو گئے۔

جس زمانے میں خالدؓ مدینے میں جواب دہی کے
لیے حاضر ہُوئے تھے، ابُوبکرؓ نے اُنھیں مُسیلمہ کو زیر کرنے
کا حکم دِیا اور حضرتِ خالدؓ نے تیرہ ہزار مجاہدینِ اسلام
کے ساتھ یمامہ کی جانب کُوچ کیا۔

جنگِ یمامہ

مُسیلمہ کو خالدؓ کی پیش قدمی کی اطّلاع مِلی تو اُس
نے عقربا میں پڑاؤ ڈال دِیا۔ اُس کی جمعیّت کی تعداد
چالیس ہزار تھی۔ مُسیلمہ کے فوجی بہت دلیری اور بہادری
سے لڑے۔ اُنھوں نے پے درپے مُسلمانوں پر حملے کیے۔

میمنہ اور میسرہ کو دباتے ہُوئے قلب کے قریب جا پہنچتے، لیکن اسلامی محفُوظ دستہ انھیں ہر بار پسپا کر دیتا کبھی اُن کے عقب پر حملہ کرتا، کبھی پہلُو پر۔ اور وُہ مار کھا کر پیچھے ہٹ جاتے۔ حتّیٰ کہ اُن کے حوصلے پست ہو گئے اور وُہ پسپا ہو کر باغ میں پناہ گزین ہو گئے۔ یہ باغ گڑھی کے مانند تھا اور اُس کا دروازہ بڑا مضبُوط تھا، جسے کافروں نے بند کر لیا تھا۔ ان حملوں میں مُسلمانوں کا بھی کافی جانی نقصان ہُوا۔ کہا جاتا ہے کہ اس سے قبل مسلمانوں کا کبھی اتنا جانی نقصان نہ ہُوا تھا۔

آخر کار براءؓ بن مالک نے مجاہدانہ جوش و خروش کے ساتھ دیوار پر چڑھ کر اندر چھلانگ لگا دی اور مردانہ وار لڑتے ہُوئے باغ کا دروازہ کھول دیا۔ نعرۂ تکبیر بلند ہُوا۔ مُسلمان افواج قلعے میں داخل ہو گئیں اور دست بدست لڑائی شرُوع ہو گئی۔ مجاہدین نے تہیّہ کر لیا تھا کہ آج یا تو فتح حاصل کر کے رہیں گے یا اللہ کی راہ میں جامِ شہادت نوش کر کے جنّت الفردوس میں گھر بنائیں گے۔

خالدؓ نے مُسیلمہ کو ختم کرنے کی نیّت سے اپنی جگہ سے ہٹنا شرُوع کیا اور اُس کی جانب رُخ کیا۔ مُسیلمہ بھانپ گیا اور اپنی جگہ سے ہٹا۔ اُس کا اپنی جگہ چھوڑنا

تھا کہ کفّار کی فوج کے حوصلے پست ہو گئے۔ اُن کے قدم اُکھڑ گئے۔ عین اُسی وقت وحشیؓ نے بھالے سے مُسیلمہ کا کام تمام کر دیا اور مارے خوشی کے باآوازِ بلند نعرۂ تکبیر بلند کیا اور کہا "لوگو! میں نے مُسیلمہ کو واصلِ جہنّم کر دیا ہے"۔ یہ سُننا تھا کہ مُرتدین میں بھاگڑ مچ گئی، لیکن دیوار ہونے کے باعث راہِ فرار نہ مل سکی۔ بکثرت قتل ہوئے۔ مجاعہ کی وساطت سے محصورین نے صُلح کی درخواست پیش کی۔ از رُوئے اسلام چونکہ صُلح کو جنگ پر فضیلت حاصل ہے لہٰذا خالدؓ نے درخواست قبول کر لی اور تمام مُرتد دوبارہ مُسلمان ہو گئے۔

حضیر کی طرف پیش قدمی

حضیر کا صُوبہ وُہ علاقہ تھا، جسے آج کل عراق کہتے ہیں۔ یہ ایران کے تحت تھا اور اُس کا دارالحکومت حیرہ تھا۔ اُس کی مشہور بندرگاہ ابلہ تھی، جہاں آج بصرہ آباد ہے۔ ایرانی حکومت کا گورنر ہرمز اس صُوبے کا حُکمران تھا۔ اس کی دہشت اور شہرت عربوں اور ایرانیوں کے علاوہ سرزمینِ سندھ میں بھی پھیلی ہوئی تھی۔ اُسی نے سندھ کے راجا کو اپنا مطیع بنا کر سلطنتِ

ایران کے باجگزاروں میں شامل کر لیا تھا۔ اُس کے ظلم وستم کے افسانے ضرب المثل تھے۔

حضرتِ ابُوبکرؓ کا حُکم

جب خالدؓ نے مُسیلمہ کی بغاوت فرو کر لی تو حضرت ابُوبکرؓ نے انھیں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا سیاہ نشان عطا کیا اور ایک ہزار کے قریب مجاہدین کی کمک ساتھ کر کے حکم دیا کہ بانقیا اور بارسوما کے حاکموں کو مطیع کرنے کے بعد حضیر کے نشیبی علاقے سے بڑھیں۔ اوّل ابلہ فتح کریں، بعدہٗ حیرہ کی طرف پیش قدمی کریں۔ مثنیٰؓ اپنے لشکر کو لے کر بناج میں تم کو مل جائیں گے۔ ابلہ دفاعی لحاظ سے اہم جگہ اور تجارتی بندرگاہ ہے۔ ہندوستان کا مال اور اسلحہ یہاں سے آتے ہیں۔ عیاضؓ بن غنم عراق کے شمالی علاقے میں اہلِ فارس یعنی مجوسیوں، نصرانیوں اور مشرکین سے جنگ آزما ہوں گے تاکہ بنو کلب، بنو غسّان، بنو تنوخ، بنو ضحاعم، بنو بہرا کو دوبارہ دعوتِ اسلام دیں۔ تم میں سے جو سپہ سالار حیرہ پہلے پہنچ جائے گا، وہ حیرہ کا والی ہوگا۔ جب تم دونوں اللہ کے حُکم سے حیرہ میں اکٹھے ہو جاؤ اور عرب اور فارس

کی درمیانی چوکیوں کو توڑ ڈالو اور تمھیں اطمینان ہو جائے کہ اب مسلمانوں پر عقب سے کوئی حملہ نہ کر سکے گا تو تم میں سے ایک حیرہ میں قیام کرے اور دوسرا فارس میں داخل ہو جائے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہُوا مُلک پر قبضہ کرتا چلا جائے۔"

حضرت ابُوبکرؓ نے حضرتِ ابوعبیدہؓ بن جرّاح کو تمام افواجِ شام کا سپہ سالار مقرّر فرما کر جابیہ کی طرف جانے کا حکم دیا اور حضرت عمروؓ بن العاص کو بجانب فلسطین روانہ فرماتے ہُوئے حکم دیا کہ "میں تم کو طائف، ہوازن، ثقیف، بنی کلاب اور حضرموت کی فوجوں کا امیر بناتا ہُوں۔ اگر تمھیں کمک کی ضرورت ہو تو میں حاضر ہوں۔ تم کوئی دفاعی منصوبہ ابوعبیدہؓ کے مشورے کے بغیر مرتّب نہ کرنا۔ خداوندِ تعالیٰ تمھارے اور ابوعبیدہؓ کے ارادوں میں برکت عطا فرمائے۔

جب خالدؓ بنو الیس، بنو باروسا اور بنو بانقیا کی آبادی میں پہنچے تو ان آبادیوں کے باشندوں نے صُلح کر لی اور حسبِ ذیل صُلحنامہ تحریر ہُوا:-

"یہ عہدنامہ خالدؓ بن ولید کی طرف سے ۱۲ھ میں ابنِ صلوبا سوادی باشندۂ ساحلِ فرات کے حق میں

لکھا جاتا ہے۔ چونکہ تم نے جزیہ دے کر امان طلب کی ہے، لہٰذا خداوندِ تعالیٰ کی امان دی جاتی ہے۔ ایک ہزار کی رقم جو تم نے اپنی جانب سے اور اپنے خراج دہندگان اور جزیرہ بانقیا اور باروسوما کے باشندگان کی جانب سے ادا کی ہے، میں نے اسے قبول کیا۔ میرے تمام ہمراہی مسلمان اس تصفیے پر تم سے خوش ہیں اور آج سے تم سب کو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم، اور مسلمانوں کی حفاظت میں لیا جاتا ہے

ہُرمز کے ساتھ جنگ

ان قبائل سے فارغ ہو کر خالدؓ نے ابلہ کی جانب کوچ کیا اور خلیفۃ المسلمین کے احکام کے مطابق ہُرمز کو حسب ذیل خط روانہ کیا:۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد لکھتا ہوں کہ اگر تم کو امن و سلامتی کی زندگی مطلوب ہے تو یا تو اسلام قبول کر کے ہمارے بھائی بن جاؤ یا پھر اپنی قوم کی طرف سے جزیہ ادا کر کے مسلمانوں کی پناہ میں آ جاؤ۔ ورنہ میں تم سے جنگ کروں گا۔ میں تمھارے مقابلے کے لیے ایسے انسان لایا ہوں، جنھیں

جس طرح زندگی عزیز ہے، اسی طرح مقامِ شہادت حاصل کرنا بھی محبوب ہے۔"

ہُرمز نے اس مکتوب کے جواب میں اپنا لاؤ لشکر آراستہ کیا اور امداد کے لیے حکومتِ ایران کو عرضی روانہ کی۔ پھر وہ لشکر لے کر حضیر کی جانب بڑھا لیکن خالدؓ اپنا لشکر لے کر کاظمہ چلے گئے اور جب ہُرمز کاظمہ کی طرف روانہ ہُوا تو خالدؓ دُوسرے راستے سے پھر حضیر کی طرف بڑھے۔ ہُرمز اُن کے پیچھے گیا۔ اس طرح خالدؓ نے ہُرمز کو، جس کے ساتھ بہت بھاری سامان تھا، خُوب بھٹکا کر اُس کے لشکر میں انتشار پیدا کر دیا۔ آخر کار جب خالدؓ نے لڑنے کا فیصلہ کر لیا تو اپنا دفاعی منصوبہ بطورِ ذیل مرتّب کیا:

ا۔ اپنے لشکر کو تین حصّوں میں تقسیم کیا۔ ایک پر خود کمانڈر بنے، دُوسرا مثنّیٰؓ کے تحت دیا اور تیسرے کی کمان عدیؓ بن حاتم کے سپُرد کی۔

۲۔ مثنّیٰؓ کو دائیں سمت اور عدیؓ کو بائیں سمت روانہ کیا اور یہ دونوں خالدؓ کی فوج سے ایک دن کی مسافت پر جا کر ٹھیر گئے۔

۳۔ خالدؓ نے انھیں حکم دیا کہ وقتِ معیّنہ پر تینوں

لشکر آگے بڑھ کر ہُرمز کے لشکر کو گھیرے میں لے لیں۔

ہُرمز کو اپنی شمشیرزنی اور پہلوانی پر بڑا ناز تھا۔ ابھی تک کوئی پہلوان اور شہسوار اُس سے مقابلے میں بچ کر نہ نکل سکا تھا۔ پھر اُس کے لشکر میں راجا سندھ کے دیے ہُوئے ہاتھی بھی تھے۔

ایرانیوں نے رُومیوں کے خلاف لڑائیوں میں زنجیروں کا استعمال سیکھ لیا تھا۔ چنانچہ اُن کی پیادہ فوج نے ایک دُوسرے کو زنجیروں سے باندھ لیا۔ فنِ حرب کے لحاظ سے اُس کا مقصد یہ تھا کہ صفوں میں شگاف نہ پڑنے پائے۔ کیونکہ دُشمن کا رسالہ پلٹن پر اُسی وقت آسانی سے حملہ آور ہو سکتا ہے، جبکہ پلٹن کی صفوں میں شگاف پڑ جائے۔

ہُرمز کا قتل

ہُرمز کا دِفاعی منصُوبہ یہ تھا کہ وُہ خالدؓ کو اپنے مُقابلے میں دست بدست لڑنے کی دعوت دے۔ اُسے یقین تھا کہ وُہ جب خالدؓ پر قابُو پا لے گا تو مُسلمانوں کو شکست دینا آسان ہو گا۔

جب ہُرمز میدان میں آیا تو اُس زمانے کے دستور کے مطابق للکار کر خالدؓ کو دعوتِ مُبارزت دی۔ خالدؓ فی الفور میدان میں جا پہنچے۔ دست بدست لڑائی شروع ہُوئی۔ تھوڑی ہی دیر میں خالدؓ نے ہُرمز کو زیر کر کے اُس کا سر کاٹ لیا۔ عین اُس وقت ہُرمز کے ساتھیوں نے خالدؓ پر حملہ کر دیا۔ ان ایرانیوں کو میدان کی طرف آتا دیکھ کر قطاعؓ بن عمر چند ساتھی لے کر برق کی مانند میدان میں جا پہنچے اور اُن کا کام تمام کر دیا۔ یہ دیکھ کر ایرانی رسالے نے اسلامی فوج پر حملہ کر دیا اور زنجیروں میں بندھی ہُوئی ایرانی پیدل پلٹن بغیر کسی محافظ کے رہ گئی۔ خالدؓ کی آنکھ سے دُشمن کی یہ غلطی کب چھُپ سکتی تھی۔ مثنیٰؓ اور عدیؓ نے دو طرفہ اُن پر حملہ کیا اور اُنھیں تباہ کر کے ایرانیوں کے عقب پر ٹوٹ پڑے۔ ایرانی فوج کا بے حد نقصان ہُوا۔ شام کے وقت جب زنجیریں جمع کی گئیں تو ایک شتر کا بار یعنی ساڑھے سات من نکلیں، اس لیے اس جنگ کو ذات السّلاسل کے نام سے پُکارا جاتا ہے۔

مالِ خُمس کے ساتھ ایک ہاتھی بھی حضرتِ خالدؓ نے

مدینے میں امیرالمؤمنینؓ کی خدمت میں روانہ کیا، ابھی تک مدینے کے بیشتر لوگوں نے ہاتھی نہ دیکھا تھا، اس لیے کچھ دنوں تک یہ ہاتھی مدینے کی گلیوں میں پھرایا گیا اور پھر واپس عراق روانہ کر دیا گیا۔ خالدؓ نے ہرمز کا تاج بھی خلیفہ کے پاس بھجوا دیا تھا۔ مگر حضرت ابوبکرؓ صدیق خلیفۂ اوّل نے رسم کے بموجب اسے خالدؓ کو دے دیا۔ ہر سوار کو غنیمت میں دس ہزار درہم ملے اور پیدل مجاہدوں کو تیسرا حصّہ ملا۔

خالدؓ کو جاسوسوں نے اطلاع دے دی تھی کہ شاہِ ایران نے قارن بن قریانس، انوشجان اور قباد کو لشکر دے کر ہرمز کی مدد کے لیے روانہ کیا ہے۔

خالدؓ نے سب سے پہلے مثنیٰؓ کو حکم دیا کہ شکست خوردہ فوج کا تعاقب کر کے اُسے تباہ کر دے۔ مثنیٰؓ بڑھتے بڑھتے حصن المرأۃ پہنچ گئے اور اُسے فتح کر لیا۔ چونکہ ہرمز خالدؓ کے لشکر کے تعاقب میں پھرتا رہا تھا، اس لیے قارن کو پتہ نہ چل سکا کہ وہ کہاں ہے اور وہ کہاں جا کر ہرمز سے ملے۔ جب وہ تدار کے قریب پہنچا تو اُسے ہرمز کے مارے جانے کی اطلاع ملی اور معلوم ہُوا کہ لشکرِ ایران نے شکست کھائی ہے۔ قباد اور

انوشجان بھی اُسے وہیں آکر ملے۔ خالدؓ کو اس فوج کا پتہ چل گیا تھا۔ اُنھوں نے نہایت تیزی سے اُس طرف کُوچ کیا اور اُن پر ایسی حالت میں حملہ کیا جبکہ وُہ لڑائی کے لیے بالکل تیار نہ تھے۔ چُونکہ یہ حملہ اچانک ہُوا تھا، لہٰذا ایرانیوں کو شکستِ فاش ہُوئی اور قارن، انوشجان اور قباد تینوں مارے گئے۔

اُدھر خالدؓ نے معقلؓ بن مقرن کو ایلہ روانہ کیا، تاکہ وہاں مالِ غنیمت اور قیدی جمع کرے۔ ایلہ پر یہ صِرف دھاوے کی قسم کا حملہ تھا، کیونکہ ۱۴ھ میں دوبارہ عقبہؓ بن غزوان نے ایلہ فتح کیا اور وہاں باقاعدہ نظم قائم کیا۔

جب حکُومتِ ایران کو ہُرمز کی اور پھر ان تینوں سرداروں کے قتل کی اطّلاع مِلی تو شاہِ ایران بہت بے چین ہُوا اور اسلامی لشکر کے سیلاب کو روکنے کا انتظام کرنے میں منہمک ہو گیا۔

خالدؓ اور اُن کے سالاروں نے اِن فتوحات کے دَوران کاشتکار طبقے سے مُطلق تعرّض نہ کیا، کیونکہ خلیفۃُ المُومنین نے سخت تاکید کی تھی کہ کاشتکاروں کو اُن کے کھیتوں پر بحال رکھنا۔ چُنانچہ وہ بخوشی ذمّی

بن گئے۔

ولجہ کی جنگ

ندار کی شکستِ فاش، ایران کے مشہور اور نامور سرداروں کے قتل اور تقریباً بتیس ہزار ایرانی سپاہ کی ہلاکت کی وحشت ناک خبر نے اردشیر شہنشاہِ ایران کو غضب ناک کر دیا۔ اُس نے عزم کر لیا کہ عربوں کو شکستِ فاش دے کر اہلِ ایران کی ہمّت بڑھائے اور عربوں کی قوّت کو ختم کر دے۔ اُس نے وزرا اور اہلِ سیاست سے مشورہ کیا اور طے کیا کہ دو لشکر مسلمانوں کے خلاف بھیجے جائیں۔ ایک ایران کے مشہور نبرد آزما اندرزغر کے زیرِ کمان اور دوسرا بہمن جاذویہ کی ماتحتی میں۔ دونوں الگ الگ راستوں سے ولجہ کی جانب کوچ کریں اور جب دونوں مل جائیں تو مسلمانوں کو مار بھگائیں۔ علاوہ ازیں عیسائی عربوں کو اشتعال دلایا گیا کہ مسلمانوں نے تمھارے بھائیوں کو قتل کیا ہے لہٰذا تم اُن سے بدلہ لو۔

اندرزغر کو علاقہ سواد میں پیدا ہوا تھا، لیکن اپنی قابلیّت کی وجہ سے اُس نے اہلِ ایران کی ہمسری کا شرف حاصل کیا تھا۔ چنانچہ اندرزغر کے ساتھ حیرہ اور

کسکر کے عیسائی عرب بڑی تعداد میں ہو گئے۔ وہ اس کامیابی پر بڑا خوش ہُوا اور سمجھنے لگا کہ اب شاہی دربار میں اُس کی بڑی قدر و منزلت ہوگی۔ بڑی تعداد کے زُعم میں وہ بہمن کے لشکر کی آمد کا انتظار کیے بغیر خالدؓ کی طرف بڑھنے لگا۔

بہمن جاذویہ اور قیسیاسا میں مقیم تھا وہ ان سرداروں میں سے تھا جو باری باری ایران کے شہنشاہ کے ایڈی کانگ کے عہدے پر مامور ہوتے رہے تھے۔ بہمن کو حکم ملا تھا کہ وہ اپنے لشکر کو لے کر الیس پہنچے اور فارس اور عرب نصاریٰ کی جماعت سے مل کر مسلمانوں کو مار بھگائے۔ بہمن کا نائب سالار جابان تھا۔ اُسے بہمن نے آگے روانہ کر دیا اور خود بادشاہ سے خاص ہدایات لینے کی غرض سے دربارِ شاہی میں لوٹ گیا اور جابان کو حکم دیا کہ اُس کے آنے کا انتظار کرے، اس سے قبل حملہ نہ کرے۔

بکر بن وائل کا نصرانی عرب قبیلہ زبردست طاقت کا مالک تھا۔ جابان اس قبیلے کے درمیان آ کر ٹھہرا اور لشکر کی درستگی اور بہمن کا انتظار کرنے لگا۔

ولجہ کسکر کے قریب تھا۔ یہ ایک میدانی علاقہ ہے

خالدؓ مذار کے معرکے کے بعد جب ثنیٰ میں مقیم تھے تو اُنھیں جاسوسوں نے اندرزغر کی تیاریوں کا حال بتایا تھا اور بہمن کے لشکر کی متوقّع آمد کی خبر بھی دی تھی۔

خالدؓ نے سوید بن مقرن کو ایک دستہ سپاہ دے کر وہیں چھوڑا تاکہ دشمن عقب سے اُس کا راستہ نہ بند کر سکے نہ عقب میں غارت گری کر سکے۔

اب خالدؓ نہایت تیزی سے ولجہ کی طرف بڑھے۔ وہاں کی زمین کا معائنہ کیا۔ یہ علاقہ بہت نشیب و فراز لیے ہوئے تھا، اس لیے فائدہ اُٹھانے کا منصوبہ بنایا۔ اُنھوں نے اپنی فوج کے دو حصّے کیے۔ ایک حصّہ اپنے تحت رکھّا اور دوسرا مثنّیٰؓ کی ماتحتی میں دیا۔ مثنّیٰؓ کے لشکر کو رات میں سفر کرا کے اِرد گرد کے نشیبی علاقے میں چھپا دیا اور اُنھیں حکم دیا کہ خاص خبر ملنے پر دشمن کے دونوں بازوؤں پر حملہ کر دیں۔

اندرزغر کو اپنی کثرتِ تعداد پر ناز تھا۔ اُس نے دونوں فوجوں کے آمنے سامنے ہوتے ہی لشکرِ اسلام پر ہلّہ بول دیا۔ مسلمانوں کی فوج منظّم طور سے آہستہ آہستہ پیچھے ہٹتی گئی۔ جب ایرانی فوج اس قدر فاصلہ طے کر چکی کہ مثنّیٰؓ کی چھپی ہوئی فوج اسے نرغے میں لے سکے تو اس کے

شہسواروں نے عقب سے دائیں اور بائیں کمین گاہ سے نکل کر برق رفتاری سے اُن پر حملہ کر دیا۔ ایرانی سمجھے کہ مسلمانوں کی تازہ کمک آگئی ہے، لیکن وُہ ابھی تک دلیری سے لڑ رہے تھے کہ خالدؓ نشیب و فراز کا فائدہ اُٹھا کر کئی میل کا چکّر کاٹ کر دُشمن کے عقب پر حملہ آور ہوئے۔ اِس حملے سے دُشمن کے پاؤں اُکھڑ گئے اور وُہ بھاگ نکلا۔ عرب نیزہ بردار شہسواروں نے تلواروں اور نیزوں سے اُنھیں ہلاک کرنا شرُوع کر دِیا اور بہت کم ایرانی سپاہی اپنی جان بچا کر بھاگنے میں کامیاب ہو سکے۔

لیکن اِس قدر فوج کے قتل ہونے کے باعث نصرانی عربوں میں انتقام کا جوش اور بڑھ گیا اور اب وُہ بہمن کے لشکر میں جا کر شامل ہونے لگے۔

خالدؓ اِس بڑھتی ہوئی مخالفت سے بے بہرہ نہ تھے۔ اُنھیں اِس کا احساس تھا کہ اُن کے لشکری عرصے سے اپنے وطن سے دُور ہیں۔ کئی لڑائیاں لڑ چکے ہیں اُنھیں مالِ غنیمت بھی کافی مِلا ہے۔ اب اُن میں فتح و جہاد کا جوش قائم رکھنا مشکل ہوگا۔ لہٰذا ولجہ کی فتح کے بعد اُنھوں نے اہلِ لشکر کے رُوبرُو یہ تقریر کی :-

"ہمارے مُلک عرب میں کیا رکھا ہے۔ کیا تُم نہیں

دیکھتے کہ یہاں مٹّی کے تودوں کی مانند اناج اور کھانے پینے کی چیزوں کے انبار لگے ہیں۔ خُدا کی قسم، اگر جہاد ہم پر فرض نہ ہوتا اور اللہ اور اُس کے رسُولؐ کے دِین کی تبلیغ ہم پر لازم نہ ہوتی تب بھی مَیں تُم کو مشورہ دیتا کہ اِن شاداب علاقوں کو فتح کر کے اُن کے مالک بن جاؤ۔ بھُوک اور قلّتِ غذا کا تحفہ تُم اُن کاہلوں کے لیے چھوڑ دو جو تمھاری اِس جدّو جہد میں شریک ہونے سے جی چُراتے ہیں۔

اِس طرح خالدؓ نے مُجاہدینِ اِسلام کو بلادِ عجم کی فتوُحات کی ترغیب دی اور اِس ترغیب کا مقصد یہ تھا کہ انھیں معلوم تھا کہ بہمن اپنا لشکر جمع کر رہا ہے جسے شکست دینا نہایت ضروری ہے، کیونکہ ایک طرف تو نصرانی عرب عبدالاسود، جابرؓ، زہیر وغیرہ خالدؓ کے مُقابلے کے لیے جمع ہو رہے تھے۔ اُدھر جابان بھی آگے بڑھ رہا تھا۔

الیس کی جنگ

جب خالدؓ کا لشکر نصرانی عَربوں اور جابان کے قریب پہنچا تو اتّفاق ایسا ہُوا کہ اُسی دِن جابان مع

اپنے لشکر کے نصرانی عربوں سے آملا۔ نصرانیوں نے ایرانی سپہ سالار اور ایرانی فوج کی دعوت کی تھی، لیکن جب اسلامی لشکر کے پہنچنے کی اطلاع ملی تو جابان نے نصرانی عربوں سے پوچھا کہ ہم پہلے مسلمانوں کی خبر نہ لے لیں پھر فراغت سے کھانا کھائیں گے۔ ایرانیوں کا خیال تھا کہ خالدؓ کا لشکر ابھی پہنچا ہے۔ فوراً حملہ کرنے کے قابل نہ ہوگا، لیکن طے یہ پایا کہ پہلے کھانا کھا لیا جائے پھر مسلمانوں پر حملہ کیا جائے۔

مگر خالدؓ کا لشکر چند لمحوں میں آمادۂ جنگ ہوگیا۔ میدان میں آتے ہی خالدؓ نے اپنے مقابلے کے لیے نام بنام نصرانی سرداروں کو طلب کرنا شروع کیا اور کسی نے تو جواب نہ دیا، مگر مالک بن قیس مقابلے کے واسطے نکلا۔ خالدؓ نے پہلے ہی وار میں اُس کا کام تمام کر دیا۔ اب جابان نے تمام اہلِ لشکر کو میدان میں آنے کا حکم دیا۔ اُس وقت دسترخوان پر کھانا چُنا جا چکا تھا۔ خالدؓ نے اس سرعت کے ساتھ حملہ کیا کہ جابان اپنے لشکر کو آراستہ بھی نہ کر سکا۔ لڑائی شروع ہوگئی اور چند ہی لمحات میں ایرانیوں کے پاؤں اُکھڑ گئے۔ پیچھے نہر تھی۔ ایرانی بہت بے بسی کے عالم میں مارے

گئے۔ خالدؓ نے تین مضبوط دستے دشمن کے تعاقب میں
بھیجے۔ جب مسلمان فوج دشمن کو ہلاک و پراگندہ کرنے
کے بعد لوٹی تو خالدؓ نے اپنے آقا، رسول اللہ، صلی
اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، کی اتباع کی۔ یعنی جنگِ خیبر میں فتح
کے بعد جس طرح دشمن کا کھانا مجاہدین نے کھایا تھا،
اُسی طرح اس مرتبہ بھی اُس کا سب کھانا مجاہدینِ اسلام
میں تقسیم کیا گیا۔

اس فتح کے بعد خالدؓ زیادہ عرصہ الیس میں نہ ٹھہرے
بلکہ امغیشیا کی سمت پیش قدمی کی جو حیرہ کا ایک شہر تھا۔
حیرہ کی گورنری نسلاً آزادبہ کے خاندان میں چلی آرہی
تھی۔ یہ بڑا مؤقر خاندان تھا۔ اُس وقت وہاں کا حاکم
آزادبہ تھا۔ اُس نے اپنے لڑکے کو آگے روانہ کیا۔
تاکہ خالدؓ کی پیش قدمی روک دے اور خود مزید فوج
جمع کر کے خالدؓ کو شکست دے سکے۔ امغیشیا اور
حیرہ کے مابین دریائے فرات تھا۔ آزادبہ کے لڑکے
نے دریائے فرات کا پانی کاٹ کر نہروں میں ڈال دیا
جس سے خالدؓ کے لشکر کی باربرداری کی کشتیاں بوجہ
پایابی آگے نہ بڑھ سکیں۔

خالدؓ نہایت تیزی سے اپنا رسالہ لے کر نکلے اور

آزادبہ کے لشکر کو آن لیا۔ وُہ لوگ دریا کی پایابی کے باعث بے فکر ہو گئے تھے۔ نتیجہ یہ ہُوا کہ سب کے سب قتل کر دیے گئے۔

خالدؓ نے دوبارہ باذلی کے مقام پر فرات کے پانی کو بند کر کے دریا میں ڈال دیا اور یلغار کرتے ہُوئے حیرہ کی جانب بڑھے۔ آزادبہ کو خبر مل گئی تھی کہ شاہ اُردشیر مر گیا ہے۔ اس لیے وُہ جان بچا کر حیرہ سے نکل گیا۔ یہی طریقہ حیرہ کے حاکم نے اختیار کیا۔ حیرہ کے اُمرا نے قلعہ بند ہو کر مُدافعت کرنی چاہی، مگر پھر ارادہ بدل دیا اور صُلح کر لی۔ اہلِ حیرہ کے صلح کر لینے سے اِردگرد کے علاقے والوں نے بھی صُلح کر لی۔ حضرت ابُوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسلمانوں کو ان فتُوحات کی خوشخبری دیتے ہُوئے ارشاد فرمایا:

"اے قبیلۂ قریش! تمھارے شیر نے ایک شیر (اُردشیر) پر حملہ کیا۔ اس کے کچھار میں گھس کر اُسے مغلُوب کیا۔ عورتیں خالدؓ جیسا بہادر نہیں پیدا کر سکتیں"۔

اب ہر طرف سے اُمراء خالد کے پاس جُوق در جُوق آئے اور مُعاہدات لکھ کر صُلح کرنے لگے۔ یہ مُعاہدات

ایک ہی مضمون کے ہوتے کہ جزیے کی ادائگی کے بعد اُن کی حفاظت مسلمانوں پر فرض ہو جاتی ہے اور عدمِ ایفائی کے معاہدے کے ساتھ اُس کی تنسیخ عمل میں آتی ہے۔

خالدؓ بن ولید ان فتوحات سے بہت مسرور ہوئے دیر تک نمازِ شکرانہ ادا کی۔ اُردشیر کے مرنے سے مُلک میں ابتری پھیل گئی۔ ایک برس اسی طرح گزر گیا۔ خالدؓ نے مختلف افسران کو جزیہ جمع کرنے کے لیے مقرّر کیا۔ ان افسران نے کمال مستعدّی سے رقوم جمع کر کے رسیدیں لکھ دیں۔

خالدؓ نے اہلِ ایران کے اُمراء کے نام اپنے قاصد کے ذریعے دو پیغامات بھیجے، جن میں مذکور تھا کہ مُلک میں ابتری ہونا اُمرء و ملوک اور عوام کے حق میں سُودمند ثابت ہوا۔ ورنہ آپ لوگ بادشاہ کی ہوس کا شکار ہو جاتے کیونکہ تم بے بس تھے۔ اب بہتری اسی میں ہے کہ تم ہماری اطاعت قبول کر لو۔ اگر تم اسلام قبول کرو تو ہمارے بھائی بن جاؤ گے اور سلامتی نصیب ہو گی۔ اگر ہماری حفاظت میں آنا قبول کرو گے تو ہم تمھارے مال و جان کی حفاظت کے ذمّہ دار ہوں گے

اس حالت میں تم ہمارے ذمّی کہلاؤ گے اور ہم تم سے جزیہ لیا کریں گے۔ اگر دونوں شرطیں منظور نہیں تو میں تمہارے مقابلے کے لیے ایسی فوج لایا ہوں جو میدانِ جنگ میں موت کی اتنی ہی فریفتہ ہے جتنے تم شراب نوشی کے۔"

جنگِ ذات العیون

جس مقام پر آج بغداد آباد ہے، وہاں سے چند یوم کی مسافت پر دریائے فرات کے کنارے شہر ابنار واقع تھا۔ یہ ایرانیوں کی بڑی مضبوط چھاؤنی تھی۔ جس میں مٹّی کا تعمیر کردہ ایک قلعہ تھا۔ اس کی فصیلوں کے گرداگرد گہری خندق کھدی ہوئی تھی۔ زمامِ حکومت ایرانی شہنشاہ فرخ زاد کے ہاتھ میں تھی۔ اس نے حکومت کی باگ ڈور سنبھالتے ہی اسلامی فوج کشی کے خطرات سے ملک کو محفوظ رکھنے کے خیال سے ابنار، عین التمر، اور فراض کی طرف لشکرِ جرّار روانہ کر دیا تھا۔

ابنار کے لشکر کا سپہ سالار شیرزاد تھا۔ یہ شخص بہت زیرک، ہر دلعزیز اور عربوں اور عجمیوں میں ممتاز سمجھا جاتا تھا اس کے زیرِ علم عیسائی عرب ہر چہار اطراف سے آ کر جمع

ہونے لگے۔

خالدؓ کو خبر ملی کہ دشمن انبار میں جمع ہو رہا ہے تو اُنھوں نے فی الفور لشکرِ اسلام کو کوچ کرنے کا حکم دیا۔ اتفاق سے اُس زمانے میں سواروں کی بہت سی اُونٹنیوں نے بچّے دیے تھے۔ مگر خالدؓ نے حکم دیا کہ اُونٹنیوں کے بچّوں کو فالتو اُونٹوں پر سوار کرایا جائے اور لشکر روانہ ہو۔ اہلِ انبار خالدؓ کی آمد کا حال سنتے ہی قلعہ بند ہو گئے تھے۔ قلعے کے قریب پہنچ کر خالدؓ نے اپنے دستوں کو مختلف مقامات پر متعیّن کیا اور چیدہ چیدہ تیر اندازوں کو حکم دیا کہ دشمن کی سپاہ کی آنکھوں کو نشانہ بنائیں۔ دوسرا کام اُنھوں نے یہ کیا کہ تمام کمزور اور فالتو جانوروں کو خندق کے قریب اِس مقام پر جمع کیا، جہاں خندق کی گہرائی کم تھی۔ ایک منتخب دستہ بھی تیار کیا جو موقع پاتے ہی خندق کو عبور کر کے فصیل پر چڑھ جائے۔ اہلِ شہر مسلح ہو کر ایرانی سپاہ کے ہمراہ یہ تماشہ دیکھنے میں مصروف تھے۔ جب پہلی بار ہی مسلم تیراندازوں کی باڑھ اُن پر پڑی تو بہت سے تماشائیوں کی آنکھوں میں تیر لگے۔ یہ اچانک حملہ ایسا کارگر ثابت ہوا کہ لوگ فصیلیں چھوڑ کر بھاگ گئے۔ خالدؓ کے لشکریوں نے کمزور اور

بیمار جانوروں کو ذبح کر کے خندق کو بھر دیا اور حملہ آور دستہ فی الفور کمندیں لگا کر قلعے کی دیوار پر چڑھ گیا۔ تمام فصیل اس وقت خالی تھی، کیونکہ لوگ تیروں کی بوچھاڑ سے پناہ لینے اندر بھاگ گئے تھے۔ حملہ آوروں نے دیواروں پر چڑھتے ہی نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ اب محصورین حملہ کرنے کے لیے فوراً پلٹے۔ بہت گھمسان کا رن پڑا۔ اُس وقت شیرزاد نے صلح کی درخواست کی اور امان مانگی۔ اور یہ شرط پیش کی کہ اسے اپنے حفاظتی دستے کے ہمراہ بحفاظت قلعے سے چلے جانے کی اجازت دی جائے۔ خالدؓ نے یہ شرط مان لی اور شیرزاد بہمن جاذویہ کے پاس چلا گیا جو ایک لشکرِ جرار لیے وہاں سے کچھ فاصلے پر خیمہ زن تھا۔

خالدؓ نے فتح کے بعد مقامی باشندوں سے انتہائی لطف و کرم کا سلوک کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ لوگ مشرّف باسلام ہو گئے اور خالدؓ کی پیش قدمی کے وقت پُشت پناہ بنے۔

جنگِ عین التمّر

عین التمّر عیسائی عربوں کا بہت بڑا مرکز تھا۔ اُن کے

مشہور قبائل میں سے بنو تغلب، بنو تمر، بنو ایاض تھے جن کا سردار عقہ بن عقہ ایک آزمودہ کار جنگجو تھا۔ ان عربوں کی پشت پر ایران کے سرکردہ اور سربرآوردہ سپہ سالار بہرام چوبین کا لڑکا مہران سپہ سالار تھا۔ اس نے کوشش کر کے جمِ غفیر اکٹھا کیا تھا۔ گو نوخیز تھا، مگر بلا کا چالاک اور ہوشیار تھا۔ اُس نے عقہ کو اُبھارنے کے لیے کہا کہ لوہے کو لوہا کاٹتا ہے۔ تم بھی عرب ہو۔ تمھاری رگوں میں اپنے بہادر اسلاف کا خون موجزن ہے۔ تم کو اور تمھارے اہلِ لشکر کو اُن مسلمان حجازیوں پر صدہا طرح سے فضیلت حاصل ہے۔ تم آگے بڑھ کر اُن سے شمشیر زنی کرو۔ میں عقب سے تمھاری معاونت کروں گا۔" عقہ اُس کے بھرّے میں آ گیا اور عین التمر سے ایک دن کی مسافت پر مع اپنے لشکر کے خالدؓ کا انتظار کرنے لگا۔

عقہ مقام کرخ پر پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا کہ خالدؓ کا لشکر وہاں پہنچ گیا۔ خالدؓ کو اپنے جاسوسوں سے تمام حالات معلوم ہو چکے تھے۔ چنانچہ اُنھوں نے بڑھتے وقت ہی اپنی فوج کو آراستہ کر لیا تھا اور اپنی فوج کے میمنہ و میسرہ کے سالاروں کو حکم دے دیا تھا کہ اپنے عام دستور کے خلاف وہ ایک دم جا کر آناً فاناً عقہ پر حملہ کر دیں تاکہ

اسے اپنی فوج کو آراستہ کرنے کا موقع نہ مل سکے اور وہ پریشان اور حواس باختہ ہو جائے۔ خالدؓ نے یہ بھی کہا کہ میں خود چیدہ چیدہ شہسواروں کو لے کر براہِ راست عقفہ پر حملہ کر کے اُسے گرفتار کرنے کی سعی کروں گا۔

خالدؓ کا اندازہ صحیح نکلا۔ جب خالدؓ کے میمنہ اور میسرہ نے حملہ کیا تو عقفہ اپنی فوج کو آراستہ کرنے میں مصروف تھا۔ اسی حالت میں خالدؓ نے اُسے جا لیا اور گرفتار کر لیا۔ عقفہ کی گرفتاری کے ساتھ ہی عیسائی عربوں کا لشکر بھاگ کھڑا ہوا، لیکن چونکہ مسلمانوں کے میمنہ اور میسرہ کے دستے اُن کے پہلو اور عقب میں پہنچ چکے تھے اس لیے بہت کم مشرکین کو راہِ فرار مل سکی اور وہ سب وہیں کھیت رہے۔

جو پس ماندہ عیسائی عرب فرار ہونے میں کامیاب ہوئے وہ عین التمر کے قلعے کی سمت بھاگے۔ مہران نے عقفہ کی گرفتاری اور عربوں کی شکست کا حال سُنا تو جان بچا کر بھاگ گیا اور عیسائی عرب بھاگ کر قلعہ بند ہو گئے۔ اُن کا خیال تھا کہ عرب کی عام رسم کے موجب یہ لوگ بھی لوٹ مار کر کے واپس چلے جائیں گے۔

خالدؓ نے قلعے پر حملہ کیا اور اُسے فتح کر لیا۔ تمام اسیروں کو جمع کر کے اُن سے کہا کہ چونکہ تم لوگ ایرانیوں

کے آلۂ کار بنے ہُوئے ہو، ہمارے خلاف لوگوں کو اِنتقام پر اُکسا رہے ہو اور چونکہ تم نے صُلح کی درخواست بھی نہیں کی، لہٰذا تم سخت ترین سزا کے مستحق ہو۔

پہلے عقہ کی گردن مار دی گئی۔ بعد میں دُوسرے لشکریوں کو قتل کر دیا گیا۔ البتّہ عام شہریوں اور کاشتکاروں سے نہایت نرمی کا سلوک کیا گیا۔ ان میں سے بعض مسلمان ہو گئے اور بعض ذِمّی بن گئے۔

ولیدؓ بن عقبہ مالِ خمس اور غلام لے کر امیرُالمؤمنینؓ، خلیفۂ اوّل کی خدمت میں حاضر ہُوئے۔ عیاضؓ چونکہ مُشکلات میں تھے، اِس لیے خلیفۂ اوّلؓ نے کچھ کمک کے ساتھ ولیدؓ کو عیاضؓ کے پاس بھیج دیا۔ جب ولیدؓ نے وہاں کے حالات دیکھے تو عیاضؓ کو مشورہ دیا کہ وہ خالدؓ سے مدد طلب کرے۔ عیاضؓ نے خالدؓ کو لکھا۔ اُنھوں نے جواب دیا:

"صبر و استقلال سے کام لو۔ عنقریب تمھارے پاس ایسی اُونٹنیاں آئیں گی، جن پر کالے اور زہریلے ناگ سوار ہوں گے، اُن کے کئی دستے ہوں گے۔"

دومہ میں خالدؓ کا وُرود

عین التمرؓ میں ہر طرح سے اطمینان کرنے کے بعد

خالدؓ دومہ کی جانب بڑھے تاکہ عیاضؓ کا ہاتھ بٹائیں۔ اُنھوں نے حیرہ میں اپنا نائب قعقاعؓ بن عمرو کو مقرّر کیا۔ دومہ نصرانی عربوں کا بہت بڑا مرکز تھا۔ یہاں کا رئیس اکیدر بن عبدالملک مُرتد ہو چُکا تھا۔ جودی بن ربیعہ اُس کا معاون تھا۔ اِن لوگوں کی مدد کے لیے بنوبہرا، بنو کلب، بنو غسّان، بنو تنوخ، ضجاعم کے جنگجو قبائل تھے اور اُن سب کی پُشت پر ایران اور روم کی سلطنتوں کا زر و مال اور لشکر تھا۔ گو ایرانی، عیسائیوں کے سخت دُشمن تھے، مگر اِس وقت وہ عیسائیوں اور یہودیوں کے غم خوار اور ہمدرد بنے ہُوئے تھے۔

عیاضؓ بن غنم تمام دُشواریوں سے دوچار ہوتے ہُوئے دومہ تک جا پہنچے تھے۔ جب اکیدر اور اُس کے رُفقاء کو خالدؓ کی آمد کا حال معلوم ہُوا تو اُس نے قبائلیوں کو صُلح کا مشورہ دیا۔ اُس نے سمجھ لیا تھا کہ ہم لوگ عیاضؓ اور خالدؓ کے لشکروں کے بیچ میں پھنس گئے ہیں، مگر قبائلیوں نے اپنی کثرتِ تعداد کے زُعم میں اکیدر کی رائے نہ مانی تو اکیدر اُن سے الگ ہو گیا۔ خالدؓ کے جاسُوسوں نے فوراً اطّلاع دی۔ خالدؓ نے عاصم بن عمرو کو اکیدر کے پکڑنے کے واسطے بھیجا۔ اکیدر اِس دستے سے لڑتا ہوا مارا

گیا۔ خالدؓ نے عیاضؓ سے مل کر اپنا منصوبۂ دفاع اس طرح تیار کیا کہ ایک جانب سے وُہ حملہ کریں اور دُوسری جانب سے خالدؓ۔

جودی ابھی تک دومہ کے قلعے میں تھا اور اُس کے معاونین باہر میدان میں پڑاؤ ڈالے پڑے تھے۔ اب وُہ بھی نکل آیا۔ جب اُس نے دیکھا کہ خالدؓ اور عیاضؓ یک جا نہیں ہیں بلکہ چکّی کے دو پاٹوں کی طرح دونوں جانب سے اسے پیس دینا چاہتے ہیں تو اُس نے بھی اپنی فوج کے دو حصّے کیے۔ ایک حصّہ عیاضؓ کے مُقابلے کے لیے اور دُوسرا خالدؓ سے نبرد آزمائی کے لیے۔ دونوں لشکر آمنے سامنے ہُوئے تو خالدؓ نے میدان میں گھوڑا دَوڑا کر جودی کو مُقابلے میں آنے کی دعوت دی۔ جودی بصد تمکنت نکلا ابھی وُہ اپنی زرہ کی تعریف ہی میں مصرُوف تھا (یہ اُس زمانے میں رسم تھی) کہ خالدؓ نے بجلی کی طرح اُس پر حملہ کیا اور ایک ہی وار میں گرا کر گرفتار کر لیا۔ مُسلمانوں نے نعرۂ تکبیر بلند کیا اور ایک دم دُشمن کی فوجوں پر ٹوٹ پڑے جودی اور ودیعہ کے لشکروں کے پاؤں اُکھڑ گئے اور وُہ جان بچانے کے لیے قلعے کی طرف بھاگے، مگر خالدؓ اور عیاضؓ نے اُن کا راستہ روک لیا۔ اسی دوران میں بنُو کلب نے

حضرتِ عاصمؓ سے امان مانگی۔ آپؓ نے فوراً امان دے دی اور وہ نقصان سے بچ گئے۔

باہر کے دُشمنوں سے جب فراغت پائی تو خالدؓ اور عیاضؓ نے قلعے پر حملہ کر کے اُس کے پھاٹک اُکھاڑ کر پھینک دیے۔ عرب عیسائیوں نے آخر دم تک مقابلہ کیا اور لڑتے لڑتے سب مارے گئے۔ اِس کے بعد خالدؓ نے حصید، مضیع اور فراض وغیرہ شہروں پر بھی قبضہ کر لیا۔

شام پر فوج کشی

شام کا علاقہ عربستان والوں کے لیے خطّۂ جنّت نشان تھا۔ زرخیز، شاداب اور وسیع۔ اس کی بڑی شہرت تھی۔ ہر طاقتور بادشاہ چاہتا تھا کہ ارضِ عالم کا یہ ہیرا اُس کے تاج کی زینت بنے۔ تجارتی لحاظ سے بھی اسے اہمیت حاصل تھی۔ کیونکہ یہ مشرق و مغرب کے تجارتی قافلوں کا چوراہا تھا۔ بیتُ المقدس بھی اسی کی حدود میں تھا اور ابتدا میں یہود اور عیسائیوں کی طرح مسلمان بھی بیتُ المقدس کی طرف مُنہ کر کے نماز ادا کرتے تھے۔ رُومی شہنشاہ گرمیوں کا موسم اِسی خطّے کے پُرفضا علاقوں میں گزارتے تھے۔ اگر قسطنطنیہ کو روما کا قصر کہا جائے تو شام اِس قصر کا باغ

تھا۔ شام کے چھ اضلاع تھے، جن میں فلسطین، دِمشق، یردون اور حلب کو خصوصی اہمیت حاصل تھی۔

فساد

شرجیل بن عمرو غسانی حدودِ شام میں قیصر روم کا نمائندہ اور قبیلۂ بنو غسان کا سردار تھا۔ یہی وُہ شخص تھا، جس نے نبی کریمؐ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم، کے قاصد کو قتل کرا دیا تھا اور اسی بنیاد پر جنگِ موتہ لڑی گئی تھی، جس میں حضرت خالدؓ بن ولید کو اپنے جوہر دِکھانے کا موقع ملا تھا۔ غسانیوں کی شرانگیزیوں کو دبانا اِس قدر ضروری تھا کہ نبیؐ کریم خود سنہ ۹ ھ میں غزوے کے لیے میدانِ تبوک میں تشریف لے گئے اور اس مقصد کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لیے اُسامہؓ بن زیدؓ کے تحت مُہم بھیجنا تجویز فرمایا تھا۔ حضرت ابوبکرؓ نے اِس مُہم کی اہمیت صحابۂ کرامؓ کو بتاتے ہوئے فرمایا:

"ایھا المسلمون! اللہ تعالیٰ کی رحمت ہر وقت آپ کے شاملِ حال رہے۔ شام میں جہاد کرنے کا اندازہ آپ لگا سکتے ہیں۔ عہدِ رسالت میں خود نبیؐ کریم نے تین بار اہلِ شام سے جہاد کرنے کا اعلان فرمایا تھا اور تیسری بار شام کی طرف لشکر روانہ فرمانے سے پہلے آپؐ نے وفات پائی۔ میں

اپنی طرف سے فیصلہ کر چکا ہوں کہ نبئ کریم کے عزم کردہ جہاد کے لیے شام میں لشکر بھیجوں، کیونکہ حضورؐ نے رحلت فرمانے سے پہلے مجھ سے یہ الفاظ کہے تھے :

"مجھے مشرق و مغرب میں وہ زمین دکھائی گئی ہے جو بفضل اللہ تعالیٰ عنقریب میری اُمّت کے قبضے میں آئے گی"

تمام اصحابؓ کبار نے بالاتفاق کہا "اے خلیفۂ رسولؐ اللہ! آپ ہمیں جہاں اور جس وقت جانے کا حکم دیں گے ہم بالکل تیار ہیں۔"

جہاد کا اعلان

چنانچہ حضرت ابوبکرؓ صدیق نے جہاد کا اعلان کیا اور حسبِ ذیل خط اطراف کے رؤسا کو روانہ کیے :

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ السّلامُ علیکم! حمد و صلوٰۃ ۔ معلوم ہو کہ میں نے علاقۂ شام میں جہاد کرنے کے واسطے لشکر بھیجنے کا ارادہ کیا ہے ۔ پس جو شخص جہاد کا ارادہ رکھتا ہو، تمام انتظامات کر کے جہاد کے لیے تیار ہو جائے اور جہاد کی دعوت کا منتظر رہے ۔ بفحوائے آیتِ مبارکہ" تم مناسب سامان کے ساتھ (یعنی مال، اسلحہ، جانوروں اور دیگر سامان) اللہ کی راہ میں جہاد کرو۔"

اعلان ہوتے ہی اطراف و جوانب سے مجاہدین مدینہ طیّبہ میں جمع ہونے لگے اور جب کافی تعداد ہو گئی تو دو لشکر ترتیب دے کر روانہ کیے گئے۔ پھر وقفے سے دو اور لشکر بھیجے گئے۔

غسانی امیر اور قیصر روم نے بھی جنگی تیاریاں شروع کر دی تھیں۔ کیونکہ مدینے میں رہنے والے عیسائیوں نے جاسوسی کر کے اسلامی لشکروں کی تیاری کی مکمّل رپورٹ ہرقل قیصر روم کو بھجوا دی تھی۔

حضرت ابوبکرؓ کے پاس حضرت عامرؓ، حضرت عمروؓ بن العاص کا خط لے کر آئے تھے، جس میں انھوں نے رومیوں کے ایک بہت بڑے لشکر کو تباہ کرنے کے متعلّق لکھا تھا۔ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عامرؓ سے حضرت ابوعبیدہؓ کے تحت لشکر کے متعلّق پوچھا تو معلوم ہوا کہ اُن کا لشکر شام کے اندر تو داخل ہو چکا ہے، لیکن پیش قدمی کی رفتار بہت سست ہے۔ آپؓ نے تمام صحابیوںؓ کو جمع فرمایا۔ حالات سنائے۔ رائے طلب کی۔ تجویز کیا گیا کہ شام میں لشکر کشی کی رفتار تیز کرنے کے لیے خالدؓ بن ولید کو روانہ کیا جائے، کیونکہ ایران کی فوجیں منتشر ہو چکی ہیں اور اِس طرف سے اب کسی فوری خطرے کا اندیشہ نہیں۔ چنانچہ آپؓ نے حسب ذیل

فرمان خالدؓ کو روانہ کیا :۔
”بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ السلام علیکم۔ خلیفۂ رسول اللہؐ کی جانب سے خالدؓ بن ولید کو حکم دیا جاتا ہے کہ کوچ کرتے رہو یہاں تک کہ یرموک میں مسلمانوں سے جا ملو۔ کیونکہ یہ لوگ فکرمند ہو گئے ہیں اور غم میں مبتلا کر دیے گئے ہیں۔ اے ابو سلیمان! اللہ تمہارے اقدام اور نیت کو مبارک رکھے۔ تم اس کام کو پورا کرو۔ اللہ تمہارے لیے اسے پورا کرے۔ تمہارے دل میں خود پسندی نہ آنے پائے ورنہ خسارے میں رہو گے اور رسوا ہو گے۔ اور خبردار! کسی عمل پر فخر نہ کرنا، کیونکہ بے شبہ احسان جتانا اللہ ہی کو زیب دیتا ہے اور وہی ثواب اور جزا کا مالک ہے۔ تم کو مسلمانوں کے ان لشکروں پر سپہ سالار مقرر کیا جاتا ہے جو رومیوں کے خلاف جہاد کر رہے ہیں۔ پس تم اللہ تعالیٰ کی رضا طلب کرنے اور اس کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے وہاں پہنچ جاؤ۔ ابو عبیدہؓ اور ان کی زیر کمان لشکر بھی تمہارے تحت ہوں گے تم اپنی فوج کا نصف حصہ اپنے ہمراہ لے جاؤ اور اپنی روانگی کی اطلاع مجھے دو۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ“۔
خالدؓ کو یہ حکم نامہ اس وقت پہنچا، جب وہ حکومت ایران کے دارالحکومت قادسیہ کی طرف بڑھ کر ایران کو ختم کر

دینے کی فکر میں تھے لیکن فرمانِ خلافت ملتے ہی فی الفور عین التمر واپس آ گئے اور ابوعبیدہؓ بن جرّاح کو بدیں مضمون مکتوب روانہ فرمایا :

"خلیفۂ رسول اللہ نے مجھے ملکِ شام میں تمام افواجِ اسلامیہ کا سپہ سالار مقرّر فرمایا ہے۔ آپ سب سالاروں کو اطلاع دے دیں کہ جب تک میں وہاں نہ پہنچ جاؤں۔ سب اپنی اپنی جگہ مقیم رہیں۔ والسّلام۔ خالد۔"

اُس وقت مجاہدین کے لشکروں کی پوزیشن اس طرح تھی : (۱) یزیدؓ بن ابی سفیانؓ رُومی جرنیل جرجہ بن نوذر کے مقابل تھے۔ یہاں رومی لشکر چالیس ہزار کی تعداد میں تھا۔ (۲) حضرتِ ابوعبیدہؓ بن جراح کے مقابلے پر رومی جرنیل فیقار بن نطورس کے تحت ساٹھ ہزار لشکر تھا۔ (۳) شرحبیلؓ بن حسنہ کے مقابلے میں جرنیل مراقش کے تحت پچاس ہزار کا لشکر تھا۔ (۴) حضرت عمروؓ بن العاص کے مقابلے میں جنرل بذارق کی زیرِ سرکردگی نوّے ہزار فوج تھی۔

قیصر ہرقل کے پاس محفوظ فوج تھی، جس میں روز بروز اضافہ ہو رہا تھا۔ ہرقل نے حمص کو اپنا مستقر بنایا۔ تاکہ ہر طرف امدادی فوجیں بھیجی جاسکیں۔ اس کا میدانِ جنگ سے اس قدر قریب اپنا مستقر بنانا ظاہر کرتا ہے کہ

اُس کے نزدیک علاقۂ شام کی کتنی قدر و قیمت تھی۔ شام کے ہاتھ سے نکل جانے سے مصر اور شمالی افریقہ کے مقبوضات خطرے میں پڑ جاتے تھے اور بحری راستوں کے سوا کوئی دوسرا سلسلۂ آمد و رفت نہ رہ جاتا تھا۔ اِس کے علاوہ شام مسیحیوں اور یہودیوں کا دینی مرکز بھی تھا۔ اس پر مسلمانوں کا قبضہ ہو جانے سے رومۃ الکبریٰ کی عظمت کو شدید دھکّا لگنے کا اندیشہ تھا۔

خالدؓ کا عزمِ شام

خالدؓ کا سفرِ شام تاریخِ دفاع میں اپنا جواب نہیں رکھتا۔ ۱۹۳۹-۴۵ء کی عالمگیر جنگ میں برطانوی فوج کے ایک افسر گلب پاشا (جنرل گلب) نے اسی سفر کو موٹر لاریوں، ٹینکوں اور ہوائی جہازوں کی مدد سے طے کیا تو مغربی دُنیا میں شور مچ گیا تھا کہ صرف خالدؓ ہی نے یہ سفر طے نہیں کیا، برطانوی فوج بھی اِس سفر کو پُورا کرنے میں کامیاب ثابت ہُوئی ہے۔ اِس سفر کی اہمیت کا اندازہ اِس سے ہو سکتا ہے کہ اِس کامیابی کے بعد گلب پاشا کرنیل سے جرنیل بنا دیے گئے۔ بنظرِ انصاف دیکھا جائے تو موٹروں کا یہ سفر جو ہوائی جہازوں کی رہنمائی میں کیا گیا۔

خالدؓ کے سفر سے کوئی نسبت ہی نہیں رکھتا۔ اُس دَور میں وسائل آمد و رفت کی یہ آسانیاں کہاں تھیں جو آج میسّر ہیں۔

سوال کیا جا سکتا ہے کہ خالدؓ نے یہ مشکل ترین سفر کیوں اختیار کیا، حالانکہ آسان اور بے خطر راستہ موجود تھا؟ دراصل خالدؓ کو یہ معلوم ہو گیا تھا کہ ہرقل قیصر روم کو اپنے جاسوسوں اور شام کے اُن تاجروں کے ذریعے جو غلّہ لے کر مدینہ آتے تھے، علم ہو چکا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ شام میں لشکر کشی کے لیے سرگرمِ عمل ہیں اور تازہ دم فوجیں روانہ فرما رہے ہیں۔

اُدھر خالدؓ کو ہرقل کی سرگرمیوں اور اُس کی فوجوں کی نقل و حرکت کی جو اطّلاعات موصول ہوتی تھیں، اُن سے خالدؓ نے قیصر کے دفاعی منصوبوں کو بخوبی سمجھ لیا تھا لہٰذا اُنھوں نے یہی مناسب سمجھا کہ وہ جلد از جلد محاذِ جنگ پر پہنچ جائیں تاکہ اُنھیں دُشمن کی دفاعی چالوں کو مات دینے کے لیے بخوبی وقت اور موقع مل سکے۔

یہ چھوٹا راستہ نہایت دشوار گزار تھا اور عام طور پہ یقین کیا جاتا تھا کہ صرف پانچ چھ نفر کا کوئی خوش قسمت قافلہ، وہ بھی حسبِ دل خواہ موسم اور اچھے حالات میں عافیت

کے ساتھ اس راستے کو طے کر سکتا ہے، مگر عظیم لشکر کا اس بے آب و گیاہ صحرا کو عبور کرنا محال ہے۔

یہ اصولِ دفاع تمام دُنیا میں یکساں طور پر تسلیم کیا گیا ہے کہ صرف وُہی جرنیل دُشمن پر کامیابی و کامرانی حاصل کرتا ہے جو کارہائے نمایاں کر گزرتا ہے۔ کیونکہ دُشمن مافوق العادت کارروائیوں اور نقل و حرکت سے متاثر ہو کر احساسِ کمتری میں مُبتلا ہو جاتا ہے۔

اس ناقابلِ گزر راستے سے خالدؓ کو اُمید تھی کہ وہ دو ہفتوں میں دمشق پہنچ سکیں گے جبکہ صاف، مگر طویل اور عام راستے سے اُنھیں پہنچنے کے لیے دو ماہ کا عرصہ درکار ہوگا۔ مزید برآں اگر حریف کو معلوم ہو جاتا تو وُہ اثنائے راہ ہی میں خالدؓ کا مزاحم ہوتا اور اس طرح کئی ماہ لگ جاتے۔ خوش قسمتی سے خالدؓ کے ہمراہیوں میں حضرت رافعؓ بن عمرہ الطائی تھے، جنھوں نے بچپن میں اس راستے سے سفر کیا تھا۔ اُنھوں نے خالدؓ کو راستے کی دُشواریوں سے آگاہ کر کے جانے سے روکا، لیکن خالدؓ نہیں مانے۔ اُنھوں نے راستے کی دُشواریوں سے عہدہ برآ ہونے کا پُوری طرح بندوبست کر لیا تھا:۔

(۱) اُنھوں نے اُونٹوں کی بہت بڑی تعداد کو کئی دن

تک پیاسا رکھا تھا۔ پھر روانہ ہونے سے قبل شام کو انھیں کھانے کو کم دِیا، مگر پانی کئی بار پلایا اور اُن کے ہونٹ سی دِیے تاکہ وہ جگالی نہ کرنے پائیں۔ پھر ان کی دُمیں کھول دیں تاکہ وہ پیٹ کی رِیح خارج کر سکیں۔ کئی فالتو اُونٹوں پر بڑے مشکیزوں میں پانی لادا گیا تاکہ بوقتِ ضرورت کام میں لایا جاسکے۔

(۲) ہر اُونٹ کے پیچھے رسالے والوں کے سوار کر دیے تاکہ گھوڑے آہستہ آہستہ چلیں اور تکان کم ہونے کے باعث انھیں کم بھوک پیاس محسوس ہو۔

(۳) تمام سواروں کو حکم دِیا کہ اپنی ضرورِیات کے لِیے زیادہ سے زیادہ پانی لادیں۔ تمام وزنی اور غیر ضروری اسباب یا تو مدینہ روانہ کر دِیا یا طوِیل راستے سے دِمشق بھجوایا۔

(۴) سفر کا پہلا دِن ختم ہونے پر خالدؓ نے چند اُونٹ ذبح کر دِیے اور اُن کے معدوں سے پانی نِکال کر دُوسرے جانوروں کو پلایا۔ انسانوں نے اپنے اپنے مشکیزوں سے پانی پیا۔

مذکورہ تدبیر پر ہر روز عمل کیا گیا۔ پانچویں دِن سفر کے خاتمے پر تمام حیوان اور انسان قلتِ آب اور صعُوبتِ سفر سے نڈھال ہو گئے۔ مگر اُس روز حضرتِ رافعؓ پڑاؤ کے

اُس چشمے کو دریافت کرنے میں کامیاب ہو گئے جو پیلو کے درخت کے نیچے تھا۔

حضرت خالدؓ کا لشکر قراقرے سوئی پہنچا تو باشندگانِ شہر عیش و طرب میں مشغول تھے۔ اچانک حملے کے باعث وہ مغلوب ہو گئے اور ہتھیار ڈال کر صلح کر لی۔ خالدؓ ان لوگوں سے بڑی نرمی اور خوش خلقی سے پیش آئے۔ رعایا پر کسی قسم کا ظلم اور سختی نہ ہونے دی۔ چنانچہ اہلِ اسلام کے حسنِ سلوک سے متاثر ہو کر ارکہ، سخنہ، حوران، تدمر، قریتن، قصم، مرج، نسط کے باشندے بھی آمادۂ صلح ہو گئے اور انھوں نے اپنے نمائندے بھیج کر خالدؓ سے صلح کر لی۔

بصرہ

بصرہ ایک تجارتی مرکز تھا۔ یہاں شام، عراق، یمن اور حجاز کے تجارتی قافلے آیا کرتے۔ شہر کے ہر چہار جانب قلعے کی فصیل اور شہر پناہ تھی۔ سال میں ایک مرتبہ زبردست میلہ لگتا۔ دور دور کے لوگ آ کر جمع ہوتے۔ مذہبی تقریبات ہوتیں اور ان میں یہاں کا بطریق روماس بنفسِ نفیس شرکت کرتا۔

اس زمانے میں جبکہ میلہ لگا ہوا تھا، ابوعبیدہؓ نے شرحبیلؓ کو صرف دو ہزار شہسواروں کے ساتھ بصرہ پر فوج کشی

کے واسطے روانہ کیا۔ یہ بہت غلط وقت تھا۔ بصرہ میں دس ہزار جنگجو فوج موجود تھی۔ علاوہ ازیں ہزارہا دُوسرے جنگجو بھی اس موقعے پر جمع تھے۔

روماس ایک جرنیل ہونے کے علاوہ بہت باخبر عالم اور بہادر جرنیل تھا۔ شرحبیلؓ کے لشکر کی آمد کا حال سُن کر وُہ خُود اُن سے ملنے گیا۔ آمد کی غرض دریافت کی تو شرحبیلؓ نے اپنی تین شرطیں پیش کیں:

۱۔ دعوتِ اسلام قبول کر کے ہمارے بھائی بن جاؤ اور برابر کا مرتبہ حاصل کرو۔

۲۔ جزیہ دے کر ہماری حفاظت قبول کر لو۔

۳۔ انکار کی صورت میں ہم آپ سے جنگ کریں گے۔

رومیوں نے لڑنا قبول کیا۔ دونوں میں جنگ چھڑ گئی۔ گھمسان کا رن پڑا۔

مداون سے خالدؓ بھی اسی طرف آ رہے تھے، مگر اُن کی نقل و حرکت بالکل پوشیدہ تھی۔ جیسے ہی انھیں شرحبیلؓ کی فوج کی کمی کا علم ہوا، وُہ یلغار کرتے ہوئے اس وقت میدانِ جنگ میں جا پہنچے جب کہ شدید لڑائی برپا تھی۔

اُنھوں نے اپنا نشان کھول دیا تاکہ دُشمن کو اُن کی آمد کی اطلاع ہو جائے۔ اُن کے مجاہد پکار پکار کر اپنی آمد

کا اعلان عام کرنے لگے تاکہ دشمن مرعوب ہو جائے اور ہوا بھی ایسا ہی۔ رومیوں کی طرف سے یک بہ یک لڑائی تھم گئی۔ اُن کا سردار روماس میدان کے وسط میں آیا اور خالدؓ بن ولید کو دعوتِ مبارزت دی۔ لڑنے سے پہلے خالدؓ نے روماس کو اپنی تین شرطوں سے آگاہ کیا تو روماس نے کہا کہ میں بے شک اسلام لانا چاہتا ہوں، لیکن اگر میں نے ایسا کیا تو بطریق ریحان، جو میری امداد کو قیصر کی طرف سے کل آیا ہے، مجھے اور میرے بیوی بچوں کو قتل کرا دے گا لہٰذا آپ مجھ پر سختی سے حملہ کریں تاکہ میں مقابلے سے بھاگوں تو لوگوں کو مجھ پر شک نہ ہو۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا، مگر جب روماس اپنے لشکر میں جان بچا کر پہنچا تو اُسے ریحان نے اُمراء کے مشورے سے بطریق کے عہدے سے الگ کر دیا۔ اب دن بھر لڑائی ہوتی رہی۔ آخر کار رومی پسپا ہو کر قلعہ بند ہو گئے۔ خالدؓ نے قلعے کا محاصرہ کر لیا۔

رات کو عبدالرحمٰنؓ بن ابوبکرؓ گشت کر رہے تھے تو آپ نے ایک مشتبہ آدمی کو پکڑ لیا اور خالدؓ کے روبرو پیش کیا۔ شناخت پر وہ روماس بطریق نکلا۔ اس نے اسلامی لشکر کو خفیہ راستے سے قلعے میں لے جانے کی پیش کش

کی تاکہ قلعہ بآسانی فتح ہو جائے۔ خالدؓ نے حضرت عبدالرحمنؓ بن ابوبکرؓ کی سرکردگی میں چیدہ دستہ روانہ کر دیا۔ روماس انھیں چور دروازے سے اندر لے گیا۔ اپنے مکان میں لے جا کر رومی لباس اور زرہ بکتر پہنائے۔ پھر یہ دستہ ریحان کے محل میں گیا اور اُسے قتل کرنے کے بعد قلعے کے تمام دروازوں کو کھول دیا۔

اسلامی لشکر تیار تھا۔ تکبیروں کی آواز سُنتے ہی چاروں طرف سے بڑھ کر قلعے میں داخل ہو گیا۔ رومی فوج کچھ عرصہ تو جم کر مقابلہ کرتی رہی، لیکن ریحان کے قتل اور روماس کی عدم موجودگی کے باعث آخر کار ہمت ہار گئی اور لغون، لغون (امان۔امان) پکارنے لگی۔

خالدؓ نے یہاں بھی ان لوگوں سے نہایت نرمی کا برتاؤ کیا اور صلح نامے پر دستخط کر کے جب شہر کا مکمل انتظام کر لیا تو امیرالمومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اور حضرت ابوعبیدہؓ کو خط لکھ کر فتح کی خوشخبری دی اور حضرت ابوعبیدہؓ سے کہا کہ آپ اپنے لشکر کے ساتھ قصبہ دیر میں آ کر مجھ سے ملیں۔ قصبہ دیر دمشق کے قریب واقع تھا۔ یہاں عیسائیوں کے گرجے تھے۔ بصرہ سے روانہ ہو کر خالدؓ درمیان میں دو جگہ ٹھہرنے کے بعد دیر پہنچ گئے۔

رُومیوں کی تیاری

ہرقل کو اسلامی لشکر کی نقل وحرکت کی خبریں برابر مل رہی تھیں۔ اُس نے اقلوص بن حنّا کو دمشق کی فوج کے لیے بطورِ کمک روانہ کیا اور اُسے اس محاذ کا سپہ سالار بھی بنا دیا۔ پھر حمص جوسیہ اور بعلبک کے سرداروں کو ہدایات روانہ کیں کہ وُہ بوقتِ ضرورت اقلوص کی امداد کے لیے فوج اور اسلحہ دیں۔ روانگی کے وقت اُس کے ہمراہ صرف پانچ ہزار چیدہ شہسوار تھے، مگر یہاں پہنچ کر اُس کے لشکر کی تعداد بیس ہزار تک پہنچ گئی۔ ہرقل نے اقلوص کو دمشق کی دفاعی اہمیت بخُوبی ذہن نشین کرا دی تھی اور جتا دیا تھا کہ اگر دمشق ہاتھ سے نکل گیا تو شام کو خُدا حافظ کہنا پڑے گا۔

اقلوص کی نامزدگی اور اعزاز بخشیٔ دمشق کے بطریق اور گورنر عزرائیل کو بہت ناگوار گزری۔ اقلوص نے عزرائیل کے تیور پہچان کر اپنے سرداروں سے سازباز شرُوع کر دی کہ کسی طرح عزرائیل کو یہاں سے نکال باہر کیا جائے، مگر بعد میں باہمی تصفیہ ہو گیا کہ دونوں باری باری خالدؓ سے دست بدست لڑیں اور جس کی زیرِکمان مُسلمانوں کو شکست ہو وُہ دمشق کا واحد بطریق اور گورنر قرار پائے۔

رومیوں کی فوج دمشق سے باہر نکل کر مسلمانوں کے بالمقابل خیمہ زن ہوئی۔ اقلوص اور عزرائیل میں قرعہ اندازی ہوئی اور پہلے اقلوص کو میدان میں نکل کر خالدؓ کو دعوتِ جنگ دینی پڑی خالدؓ نے اسے زخمی کر کے گرفتار کر لیا۔ دوسرے دن عزرائیل خالدؓ سے دست بدست لڑنے کے واسطے نکلا اور وہ بھی خالدؓ کے ہاتھوں مجروح ہو کر گرفتار ہوا۔ عزرائیل کو چھڑانے کے لیے اس کے لشکر نے مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ عین اس وقت ابو عبیدہؓ ایک لشکر کے ساتھ نمودار ہوئے۔ رومی جی چھوڑ گئے اور بھاگ کر قلعہ بند ہو گئے۔

جونہی خالدؓ نے حضرتِ ابوعبیدہؓ بن جراح کو دیکھا تو تعظیماً گھوڑے سے اترنے لگے۔ انھوںؓ نے خالدؓ کو قسم دے کر منع کیا اور فرمایا کہ مجھے خلیفۂ رسولؐ اللہ کا فرمان پڑھ کر بعید مسرت ہوئی، جس میں امیر المؤمنین نے آپ کو میرا سردار مقرر فرمایا ہے۔ میری نظر میں آپ اسی عزت کے مستحق ہیں۔ عرب قبائل پر اور پھر فارس پر جو فتح اللہ تعالیٰ نے آپ کو بخشی ہے ہم سب انھیں احترام اور مسرت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔

جدید رومی لشکر کا سردار طوما مقرر ہوا تھا جو شاہِ ہرقل کا داماد تھا۔ اسے ہرقل نے ایک لشکرِ جرار دے کر دمشق بھیجا تھا۔ خالدؓ نے اس رومی لشکر پر اچانک حملہ کر دیا۔ اس ناگہانی

حملے کے لیے رومی تیار نہیں تھے تاہم وہ کئی گھنٹے لڑتے رہے اور پھر میدان چھوڑ کر قلعہ بند ہو گئے۔ بڑی تعداد بھاگتے ہوئے مسلمان مجاہدین کے ہاتھوں قتل ہوئی۔

خالدؓ نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ طوما نے اقلوص اور عزرائیل کے زخمی، گرفتار اور قتل کیے جانے، پھر اپنی شکست اور قلعہ بند ہونے کی مفصل رپورٹ قیصرِ روم شہنشاہ ہرقل کو روانہ کی۔ ہرقل نے اپنے اعیان وارکان کو جمع کر کے باآوازِ بلند یہ رپورٹ پڑھ کر سنائی اور انھیں غیرت دلانے کے لیے کہا کہ اگر تم نے ہمت ہار دی ہے تو بہتر ہے کہ ہم ابھی سے شام کو خیرباد کہہ کر اپنی بقیہ سلطنت کی مدافعت اور استحکام میں لگ جائیں اور اس خطرے سے باقی سلطنت کو بچا لیں۔

نیا دفاعی منصوبہ

ہرقل نے ایک بار پھر ارکانِ دولت سے اپنی جان کی بازی لگا دینے کا اقرار لیا اور پھر والیِ حمص جنرل وردان کو جس نے ایرانیوں اور ترکوں کی مہمات میں کارہائے نمایاں انجام دیے تھے، دمشق کی جانب سپہ سالار بنا کر بھیجا۔

وردان انطاکیہ سے معرات ہوتا ہوا عمان پہنچا۔ یہاں

اجنادین کے لشکر سے سالاروں کو اِکٹھا کیا اور اُن سے کہا :
"تمھاری فوجیں اجنادین کی گھاٹیوں پر اِس طرح قبضہ
کریں کہ عمروؓ بن عاص کا لشکر اُن کے درمیان سے نہ گزر سکے۔
اور اُس کی فوج خالدؓ کی فوجوں سے نہ مِلنے پائے۔ مَیں خود
خالدؓ کے لشکر پر اچانک چھاپہ ماروں گا۔"
لشکرِ اسلام کے جاسوسوں نے وردان کے آنے کی
اِطّلاع خالدؓ کو دے دی تھی۔ علاوہ بر آں خالدؓ کے پاس
فلسطین سے نادی ابنِ مرہ خبر لائے کہ اجنادین میں رُومی
افواج جمع ہو رہی ہیں اور ناکہ بندی کی جا رہی ہے۔ خالدؓ
نے سمجھ لیا کہ رُومی اُنھیں درمیان میں لاکر اور اُن پر تین
طرف سے حملہ کر کے گھیرنا اور ختم کرنا چاہتے ہیں۔
خالدؓ نے ضرارؓ بن ازور کو وردان کے لشکر کی تعداد اور
طاقت کی خبر لانے کے لِیے بھیجا اور حکم دِیا کہ اگر تم مقابلے
کی طاقت دیکھو تو وہیں ڈٹ کر مقابلہ کرو اور وردان کو
وہیں روک دو تاکہ وہ آگے نہ بڑھنے پائے۔ پھر مجھے فوراً
خبر بھیجو۔ مَیں تمھاری مدد کو پہنچ جاؤں گا۔ ضرارؓ تیزی سے
وادی الحبات کی طرف بڑھے اور دشمن کی تعداد معلوم کرنے
کے لِیے بیت الحیا کے قرِیب پوشیدہ ہو گئے۔ متفقہ طور پر فیصلہ
ہوا کہ جونہی دشمن اُن کی زد میں آ جائے، اس پر اچانک حملہ

کر دیا جائے۔

مجاہدین نے بہت سخت حملہ کیا اور ضرارؓ لڑتے لڑتے وردان تک پہنچ گئے۔ وردان کے بیٹے حمران نے باپ کو بچانے کے لیے ضرارؓ پر تیر سے حملہ کیا جو اُن کے بائیں بازو پر لگا۔ تیر اتنا گہرا گھس گیا تھا کہ وُہ اسے نکال نہ سکے اور غیر مسلّح اور زخمی ہونے کے باعث رومیوں نے انھیں گرفتار کر لیا۔

خالدؓ بے خبر نہیں تھے۔ اُنھیں لحظہ لحظہ کی خبریں مل رہی تھیں۔ جب ضرارؓ کے قید ہونے کی اُنھیں خبر ملی تو اُنھوں نے اپنے حصّے کی محاصرہ کرنے والی فوج کے ایک ہزار جوان باب مشرق پر میسرہؓ بن مسروق کے زیرِ کمان چھوڑے اور باقی فوج لے کر ضرارؓ کی مدد کو روانہ ہو گئے۔ روانگی سے پہلے ابُو عبیدہؓ کو تمام حالات سے باخبر کر دیا۔

ضرارؓ کے ایک ماتحت کمانڈر، رافعؓ بن عمیرہ طائی، کمال جاں نثاری سے وردان کی فوج کو روکے ہوئے تھے۔ خالدؓ کی فوج نے جب وردان پر حملہ کیا تو پہلے پہل رُومی دلیری سے لڑے، مگر پھر اُن کے پاؤں اُکھڑ گئے۔ خالدؓ نے ہر چند کوشش کی کہ وہ وردان کے پاس پہنچ جائیں، مگر وُہ جان بچا کر بھاگ گیا۔

خالدؓ کی نظر ایک مجاہد پر پڑی جو کمال بے جگری سے شیر کی مانند بار بار دشمن پر حملہ آور ہو رہا تھا۔ دشمن کی شکست کے بعد خالدؓ نے اس نوجوان کو بلا بھیجا تو اس نے اپنے منہ پر نقاب ڈال لی۔ جب باصرار دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ ضرارؓ بن ازور کی بہن تھیں، جو اپنے بھائی کو قید سے چھڑانے کے لیے اور دشمن سے بدلہ لینے کی غرض سے بار بار حملہ کر رہی تھیں۔ خالدؓ نے ان کی بہادری اور اولوالعزمی کی بہت داد دی اور تشفی دی کہ صبر سے کام لیں۔ رافعؓ ضرارؓ کو چھڑانے کے لیے جا رہے ہیں۔

رافعؓ بن عمیرہ اس علاقے کے راستوں اور گھاٹیوں سے خوب واقف تھے۔ وہ ایک دشوار گزار مگر نزدیک کے راستے سے بسرعت بڑھے تاکہ ضرارؓ کو چھڑا سکیں جنھیں وردان نے ایک دستے کی نگرانی میں حمص روانہ کر دیا تھا۔ یہ دستہ سو آدمیوں کا تھا اور گدھوں پر سوار تھا۔ رافعؓ اپنے شکار کے آنے سے قبل ہی ایک پہاڑی درے میں پوشیدہ ہو گئے۔ جونہی رومی سپاہی ضرارؓ کو لے کر اس جگہ سے گزرنے لگے، مسلمانوں نے حملہ کر کے سب کو تہ تیغ کر دیا اور ضرارؓ کو چھڑا لے گئے۔ اب خالدؓ بیت المیاہ سے دہر کو واپس لوٹے اور حضرت ابو عبیدہؓ سے آ ملے۔

بصرہ سے شرحبیلؓ بن حسنہ نے عبادؓ بن سعید کو یہ خبر دے کر بھیجا کہ اجنادین کے قریب وادیٔ یرموک میں رومیوں کا نوّے ہزار لشکر جمع ہے۔ علاوہ ازیں تمام بندرگاہوں اور اہم دفاعی مراکز سے رومیوں کی فوجیں اُمنڈتی چلی آ رہی ہیں۔ نیز ہرقل نے دمشق کی سمت مزید افواج روانہ کرنے کا حکم دے دیا ہے۔ حضرت خالدؓ نے حضرت ابوعبیدہؓ بن جراح سے مشورہ کیا اور اپنا دفاعی منصوبہ انھیں سمجھایا تو حضرت ابوعبیدہؓ نے فرمایا کہ ”اے ابا سلیمان! تمھاری رائے بہت صائب ہے۔ بے شک ہمیں جلد تر اجنادین پہنچ کر دشمنانِ اسلام کو تباہ کر دینا چاہیے۔“

چنانچہ طے پایا کہ شرحبیلؓ بن حسنہ بصرہ سے، معاذؓ بن جبل حوران سے، یزیدؓ بن ابی سفیان بلقا سے، نعمانؓ بن مغیرہ تدمر سے، عمروؓ بن العاص فلسطین سے اجنادین میں جمع ہوں اور اس طرح اجنادین میں رومیوں پر متفقہ طور پر حملہ کیا جائے۔

اجنادین کی طرف

خالدؓ نے تجویز کیا کہ حضرت ابوعبیدہؓ ہراول کے ساتھ اور خود خالدؓ ساقہ یعنی عقب کی فوج کے ساتھ رہیں، لیکن ابوعبیدہؓ نے تجویز پیش کی کہ خالدؓ ہراول کے ساتھ رہیں۔

کیونکہ اگر دشمن نے راستے میں روکنے کی کوشش کی تو خالدؓ سے بہتر اس رکاوٹ کو دور کرنے والا کوئی نہیں اور ابوعبیدہؓ خود ساقہ میں عورتوں اور سامان کی محافظت کریں۔ جب باقی صحابیوںؓ نے بھی حضرت ابوعبیدہؓ کی تجویز کی تائید کی تو خالدؓ خاموش ہو گئے۔

بولص بن بلقا روما کے بہترین تیر اندازوں میں سے تھا، مگر اسے مسلمانوں کے خلاف کسی جنگ میں سالاری کا موقع نہیں ملا تھا، جس کا اسے بہت ملال تھا۔ جب دمشق والوں نے اسلامی کیمپ خالی ہوتے دیکھا تو انھوں نے مسلمانوں سے انتقام لینے کے لیے بولص کو سردار بننے کی پیشکش کی جو اس نے قبول کر لی۔

جب اسلامی لشکر نے کوچ کیا تو بولص نے چھ ہزار شہسواروں کے ساتھ ابوعبیدہؓ کے ساقہ پر اچانک حملہ کر کے اسے نرغے میں لے لیا۔ بولص کے بھائی بطرس نے پیادہ فوج کی مدد سے کچھ مسلم عورتوں اور مال واسباب پر بھی قبضہ کر لیا اور فی الفور دمشق کی طرف لوٹا، مگر نہر استویاق کے کنارے پر اس لیے ٹھہر گیا کہ مبادا بولص کو اعانت درکار ہو۔

خالدؓ کو جیسے ہی اس واقعے کی خبر ملی، وہ ایک مضبوط

فوج لے کر ابوعبیدہؓ کی مدد کے لیے روانہ ہو گئے ۔ علاوہ ازیں حضرت رافعؓ کو جو اس علاقے سے بہت اچھی طرح واقف تھے، ایک ہزار سوار دے کر کہا کہ ان عورتوں کو دمشق پہنچنے سے پہلے حاصل کر لیں۔ حضرت رافعؓ کے ساتھ حضرت ضرارؓ، حضرت میسرہؓ اور چند مشہور مجاہدینِ اسلام تھے، بعدہٗ اُن کے عقب میں ایک ہزار سواروں پر حضرت عبدالرحمنؓ بن ابوبکرؓ کو افسر بنا کر روانہ کیا۔

خالدؓ کا حملہ انتہائی سُرعت سے ہوا۔ رُومی مردانگی سے لڑے۔ خود خالدؓ بولص کی طرف حملہ آور ہوئے اور اُسے قتل کر دیا۔ تھوڑی دیر میں اس لشکر کا خاتمہ کر کے قیدی عورتیں اور مال و اسباب جو بولص کی زیرِ حراست تھا، واگذار کر کے فی الفور اپنی فوج کی طرف بھجوا دیا اور خود ایک چیدہ دستہ لے کر آگے بڑھے تاکہ باقی ماندہ عورتوں اور اسباب کو آزاد کرائیں۔ رافعؓ اپنے دستے کے ساتھ بطرس کے کیمپ کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ وہاں ہنگامہ مچا ہوا ہے۔ رُومی سپاہی عورتوں کے کیمپ کو گھیرے ہوئے ہیں اور عورتیں اُن کا مقابلہ کر رہی ہیں۔ حضرت ضرارؓ نے بطرس پر حملہ کر کے اُسے مار گرایا۔ رُومی لشکر بھاگ نکلا۔ عین اُس وقت حضرت خالدؓ نعرۂ تکبیر بلند کرتے ہوئے

وہاں پہنچ گئے اور تمام رومیوں کو گھیر کر قتل کر دیا۔ مجاہدینِ اسلام بھگوڑوں کو مارتے مارتے دمشق کے قلعے کی دیوار تک جا پہنچے۔ خالدؓ نے ایسا دانستہ کیا تاکہ دمشق والے اسلامی فوج کو دیکھ لیں اور یہ سمجھیں کہ درحقیقت یہ لوگ گئے نہیں، بلکہ انھیں دھوکا دیا گیا تھا۔

دیر میں خالدؓ کے جاسوسوں نے خبر دی کہ وردان حمص کے قریب اپنے لشکر کے ساتھ پڑا ہے اور عام خبر یہ ہے کہ اب وہ بھی اجنادین کی طرف جانے والا ہے۔ لہٰذا خالدؓ انتہائی رازداری اور تیز رفتاری سے ابُوعبیدہؓ سے جا ملے جو مرج راہط پر ٹھہر گئے تھے۔ زاں بعد اسلامی افواج خُفیہ راستوں سے میدانِ یرموک میں پہنچ گئیں۔

تمام اسلامی فوجیں جمادی الاوّل ۱۳ھ کے ہفتۂ اوّل میں اجنادین کے قریب پہنچ کر اکٹھی ہو گئیں اور رُومی فوجوں کو کسی اسلامی دستے کو روکنے میں کامیابی نہ ہو سکی کیونکہ اُنھوں نے اپنے معیار سے مجاہدینِ اسلام کو جانچا تھا وہ اس سے قطعی ناواقف تھے کہ جفاکشی اور دشواریوں کے خُوگر مسلمان مجاہدین آسانی سے بہت دُور ہیں۔ مسلمان مجاہدوں کو ایسے دشوار گزار راستوں سے سفر کرنا پڑا تھا، جہاں قلّتِ آب اور اشیائے خُوردنی کی عدم دستیابی کی وجہ

سے کوئی لشکر جانے کی جرأت نہ کرتا تھا۔ رومیوں کے خواب وخیال میں بھی نہیں آسکتا تھا کہ سیدھے راستے چھوڑ کر اسلامی فوجیں ان راستوں سے آئیں گی۔

خالدؓ اجنادین میں

خالدؓ اپنے لشکر کے ساتھ وادیِ یرموک سے ہوتے ہوئے اجنادین میں اُس جگہ پہنچے جہاں رومیوں کا نوّے ہزار لشکر پہلے سے جمع تھا۔ اسلامی لشکر نے اُن کے قریب ہی پڑاؤ ڈال دیا۔ چند روز میں سب اسلامی لشکر وہاں آ گئے۔ اُن کی مجموعی تعداد چالیس ہزار سے بھی کم تھی۔

خالدؓ نے لشکرِ اسلام کی ترتیب اس طرح دی:۔

میمنہ	ہراول الیمن	ہراول الیسر	میسرہ
معاذؓ بن جبل	نعمانؓ بن مقرن	شرحبیلؓ بن حسنہ	سعیدؓ بن عامر

قلب

خالدؓ بن ولید　　حضرت ابوعبیدہؓ

محفوظ

عورتیں اور مال واسباب

ساقہ

یزیدؓ بن ابی سفیانؓ

افسرانِ عساکر پر جنگ کی اہمیّت ظاہر کرنے کے بعد خالدؓ عورتوں کے کیمپ میں گئے اور خولہؓ بن ازور اور مزروعہؓ بنت ملجوق وغیرہ سے یوں مخاطب ہوئے:

"رومیوں کے خلاف تمھارے عزم اور جذبے کی ہم دِل سے قدر کرتے ہیں اور یقین ہے کہ وُہ خُدا اور اُس کے رسُولؐ کو بھی پسند آئے ہیں۔ تمھارے کارنامے ہمیشہ زندہ رہیں گے۔ پہلے کی طرح اگر رومیوں کا کوئی گروہ کسی وجہ سے تم پر حملہ آور ہو تو تم اُس سے آخری دم تک لڑنا، تاکہ اگر کوئی مجاہد ہمّت ہارنے پر آمادہ ہو جائے تو تمھارا عزم انھیں غیرت دلا کر دلیری اور جوانمردی سے لڑنے پر مجبور کرے۔ دین کی حفاظت کی خاطر جان دینے سے دریغ نہ کرنا۔ مجھے تم پر پُورا پُورا اعتماد ہے۔"

اس کے بعد خالدؓ نے رُومیوں کی جانب سے حملے کا اِنتظار نہیں کیا بلکہ خُود اُن پر فوری حملے کا فیصلہ کیا تاکہ اُن کا لشکر زیادہ نہ جمع ہونے پائے اور جمع شدہ لشکر کو ہزیمت دینے کے بعد ماورائے اجنادین کے اُن لشکروں کو جو محاذِ جنگ کی طرف بڑھ رہے تھے، راستے میں ختم کر دِیا جائے۔

مسلم فوج کی پیش قدمی

خالدؓ نے اسلامی لشکر کو میدان میں لا کر کھڑا کر دیا۔ رُومی لشکر بھی تیّار ہو کر میدان میں آگیا۔ جنگ کو طوالت دینے اور رُومی لشکر کے سالاروں کو ہیبت زدہ کرنے کے لیے خالدؓ نے ضرارؓ کو میدان میں مُبارزت طلب کرنے بھیجا۔ ضرارؓ نے بطرس کے بھائی بولص کی زرہ پہنی ہُوئی تھی تاکہ رُومی لشکریوں کو معلوم ہو کہ اُن کے مشہُور پہلوان کا قاتل یہی ضرارؓ ہے۔

ضرارؓ بجلی کی طرح اپنے لشکر سے نکلے اور پہلے رُومی لشکر کے ایک پہلُو پر حملہ کیا۔ وہاں سے نکلے تو دُوسری جگہ جا پہنچے اور مزید قتل و غارت گری کی۔ پھر دونوں فوجوں کے درمیان آکر اپنے مقابل کسی رُومی کو لڑنے کی اِس طرح دعوت دی:

"مَیں ضرار بن ازوَر ہُوں۔ حمران بن وردان کا قاتل بھی میں ہی ہُوں۔ کُفر مٹانے والے مُجاہدین میں سے ایک مَیں بھی ہُوں۔"

رومیوں کی طرف سے والیِ طبریہ میدان میں آیا۔ دونوں میں تین گھنٹے زبردست لڑائی ہوتی رہی۔ انجامِ کار ضرارؓ

نے ایسا نیزہ مارا کہ وُہ رُومی کی زِرہ کو چیرتا ہُوا جگر کے پار ہوگیا۔ وردان خود ضرارؓ سے بدلہ لینے کے لیے میدان جنگ میں جانے کو تھا کہ والیِ عمّان کے جنرل دریحان اصطفان نے اپنے آپ کو پیش کیا۔

اصطفان بہت گرانڈیل اور طاقتور جرنیل تھا شمشیر زنی میں خاص شہرت رکھتا تھا۔ دو گھنٹے تک دونوں میں شدید مُقابلہ ہوتا رہا۔ آخر خالدؓ نے چلّا کر کہا "ضرارؓ ——! شمشیر زنی کے کمالات دِکھاؤ اور دُشمن پر کاری وار کرو۔"

اصطفان نے ضرارؓ کو اِشارہ کیا کہ میرا گھوڑا نڈھال ہو گیا ہے۔ گھوڑے سے اُتر کر پیدل مقابلہ کریں۔ چنانچہ دونوں گھوڑے سے اُتر پڑے، لیکن ضرارؓ نے دیکھا کہ اصطفان نے غدّاری کی ہے اور اُس کے لیے اُس کا غُلام ایک تازہ دم گھوڑا لا رہا ہے۔ ضرارؓ حریف سے بدرجہا زیادہ ہوشیار اور چُست و چالاک تھے۔ لہٰذا جُونہی غُلام قریب آیا، ضرارؓ نے بجلی کی سی تیزی سے غُلام پر وار کر کے اُسے مار گرایا اور اُچک کر اصطفان کے نئے گھوڑے پر سوار ہو گئے اور فوراً اصطفان پر حملہ کر دیا۔ اصطفان کو معذور دیکھ کر وردان خُود دس منتخب شہسوار لے کر ضرارؓ پر حملہ کرنے کے لیے نِکلا۔ خالدؓ بھی چند شہسواروں کو لے کر مُقابلے

کے لیے میدان میں نکل آئے۔

اس اثناء میں ضرارؓ نے اصطفان کو قتل کر کے اس کا سر نیزے پر بلند کر دیا۔ اس پر خالدؓ اور وردان میں لڑائی شروع ہو گئی، لیکن یہ سوچ کر کہ کہیں ہمارا سردار مغلوب نہ ہو جائے۔ رومی لشکر نے خالدؓ پر حملہ کر دیا۔ یہ دیکھ کر مسلم لشکر کے شہسواروں نے بھی دشمن کے پہلوؤں پر بڑی پھرتی سے حملے شروع کر دیے، جس سے رومی لشکر گھبرا گیا۔ عصر کے وقت سورج کی کرنیں رومیوں کی آنکھیں خیرہ کرنے لگیں، لہٰذا وہ پسپا ہونا شروع ہوئے شام تک بڑے گھمسان کی جنگ جاری رہی۔

شام ہوتے ہی دونوں لشکر جدا ہو گئے۔ اسلامی لشکر کے شہدا کی تعداد تیس تھی۔ رومی تقریباً دو ہزار مقتول میدانِ جنگ میں چھوڑ گئے تھے۔

جب شام کو وردان اپنے کیمپ میں پہنچا تو ایک سردار نے وردان کو مشورہ دیا کہ دشمن کے سپہ سالار کو فریب سے قتل کرا دیا جائے۔ سردار کے مارے جانے سے مسلمانوں کی ہمت ٹوٹ جائے گی اور وہ میدان چھوڑ کر بھاگ جائیں گے۔ وردان کو یہ منصوبہ بہت پسند آیا۔ اس نے بطارق سالار کو اپنا خفیہ منصوبہ بتانے کے لیے کہا جو

یہ تھا:

وردان لشکرِ اسلام کے امیر خالدؓ بن ولید کو شرائطِ صلح طے کرنے کے بہانے کسی ایسی جگہ بُلوائے، جہاں اُس کے دس شمشیر زن پہلے ہی سے کمین گاہ میں پوشیدہ ہوں۔ جب خالدؓ اکیلا آئے اور وردان سے مُلاقات کرے تو عین اُسی وقت رُومی بہادر کمین گاہ سے نکل کر اُسے ختم کر دیں۔

وردان نے اپنے شہر کے مشہُور فصیحُ البیان اور عربی کے ماہر داؤد کو بُلا بھیجا اور اُسے کہا کہ تم اسلامی لشکر میں جا کر حیلے بہانے سے خالدؓ کو مجھ سے ملنے کے لیے مقررّہ جگہ پہنچنے پر آمادہ کر لو۔ ساتھ ہی اُس نے داؤد کو اپنا منصُوبہ بھی بتا دیا۔

داؤد رُومی لشکر سے چل کر اسلامی پڑاؤ میں آیا تو اُسے خالدؓ کے رُوبرُو پیش کیا گیا۔ خالدؓ نے اُسے گہری نظر سے دیکھا اور کہا "تم راستی اور سچّائی کو مدِّ نظر رکھنا۔ ہم دُشمن کی چالیں خُوب سمجھتے ہیں، لہٰذا سفیر کو ان اُلجھنوں میں نہ پڑنا چاہیے"۔ داؤد سہم گیا اور سارا ماجرا بیان کر دیا۔

خالدؓ نے اِس سازش کا ذکر حضرتِ ابُو عبیدہؓ سے کیا تو اُنھوں نے کہا کہ تم بھی اپنے ساتھ دس مجاہد لے جاؤ اور

دشمن کی چال کا جواب چال سے دو۔

دوسرے دن صبح کے وقت وردان اور خالدؓ جائے مقررہ پر ملے۔ وردان نے مال وزر کا لالچ دیا مگر خالدؓ نے اپنی تین شرطیں پیش کیں: اسلام قبول کر لو ورنہ جزیہ دینا منظور کرو، نہیں تو جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ۔ گھنٹہ بھر تک بحث و مباحثہ ہوتا رہا۔ آخرکار وردان نے زور سے اپنے ساتھیوں کو آواز دی اور خالدؓ پر حملہ کر دیا۔ خالدؓ اس کے لیے پہلے ہی سے تیار تھے۔ دونوں میں شدت کی لڑائی شروع ہو گئی۔ لڑائی جاری ہی تھی کہ دس مجاہدِ اسلام بھی آ پہنچے جو قریب ہی چھپے بیٹھے تھے۔ وردان کو خالدؓ نے قتل کر دیا اور اس کے دسوں ساتھی بھی قتل ہو گئے۔ مجاہدین کو خالدؓ نے رومی لشکریوں کا لباس پہننے کا حکم دیا اور یہ اسلامی قافلہ رومی لشکر کی طرف چلا۔ وردان کا سر ایک مجاہد نے اپنے نیزے پر بلند کر رکھا تھا۔ جیسے ہی مجاہدین رومی لشکر کے قریب پہنچے انھوں نے نعرۂ تکبیر بلند کیا اور رومیوں پر ٹوٹ پڑے اور بآوازِ بلند کہا کہ وردان اور اس کے ساتھی مارے گئے ہیں۔

نعرۂ تکبیر لشکرِ اسلام کے لیے اشارہ تھا۔ یہ سنتے ہی مسلمانوں نے رومیوں پر یکبار حملہ کر دیا۔ رومی لشکر حملے کے لیے تیار نہ تھا۔ نیز وردان کے مارے جانے کی خبر نے اُن کے حوصلے پست کر دیے تھے لہٰذا وہ بھاگ کھڑے ہوئے۔ مسلمانوں نے لاتعداد رومیوں کو قتل کیا اور بے شمار گرفتار کر لیے گئے۔

خالدؓ نے فتح کی صورت میں تعاقب کے لیے پہلے ہی سے لشکر مقرّر کر رکھے تھے۔ ان لشکروں نے مختلف مقامات پر پہنچ کر اُن رومی افواج پر شبخون مارا جو اجنادین کی طرف خراماں بڑھ رہی تھیں اور مختلف مقامات پر پڑاؤ ڈالے ہوئے تھیں۔

۲۸ جمادی الاولیٰ ۱۳ھ بروز شنبہ اجنادین اور یرموک کی وادی رومی سپاہ سے پاک ہو چکی تھی۔

اجنادین اور اُس کے گرد و نواح میں تقریباً ڈیڑھ لاکھ رومی لشکر موجود تھا، جس میں سے تقریباً پچاس ہزار رومی سپاہی مارے گئے۔ بہت سے زخمی ہوئے، کچھ اسیر کر لیے گئے اور باقی فرار ہو گئے۔ مفرورین نے دمشق اور قیساریہ کا رُخ کیا۔

مسلمانوں کے چار سو چھہتّر مجاہد شہید اور ڈھائی ہزار کے قریب مجروح ہوئے۔

خالدؓ نے امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حسبِ ذیل خط روانہ کیا:

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ السّلام علیکم۔ بعد حمد و ثنائے اللہ تعالیٰ و درود بر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے معروض ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ہم مسلمانوں کو کفّار و مشرکین پر فتح عنایت فرمائی ہے۔ مشرک افواج کا سپہ سالار، کئی نامور سالار اور تقریباً پچاس ہزار سپاہی ہلاک ہوئے۔ مجاہدین کے چار سو چھہتّر نفوس نے درجۂ شہادت حاصل کیا اور جو مجروح ہوئے تھے، وہ رُو بصحت ہیں۔ ہم دمشق کی طرف بڑھ رہے ہیں آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہماری فتح و نصرت کے لیے دعا فرمائیے۔ جمیع لشکرِ اسلام کی طرف سے آپ کو اور تمام اہلِ مدینہ کو سلام قبول ہو۔ والسّلام۔"

یہ خط عبدالرحمٰنؓ بن عبدالجمعی کے ہاتھ بھیجا اور تاکید کی کہ جلد مدینۂ منوّرہ پہنچ کر امیر المؤمنینؓ کو دے دیں اور زبانی مفصّل حالات گوش گزار کریں۔

حضرت ابوبکرؓ روزانہ نمازِ فجر کے بعد مدینۂ منوّرہ

سے باہر شام کے راستے پر تشریف لے جایا کرتے تھے تاکہ نامہ بر کو سب سے پہلے مل سکیں۔ عبدالرحمن رضؓ نے جب آپ رضؓ کو دیکھا تو سانڈنی سے اُتر کر سلام کیا اور خط پیش کیا۔ حالاتِ فتح بیان کیے۔ آپ رضؓ سنتے ہی فوراً سر بسجود ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا فرماتے رہے۔ پھر خط کھول کر پڑھا اور مسلمانوں کے مجمع میں یہ خط بآوازِ بلند سنایا اور مجاہدین کی کمک کے لیے لوگوں کو جہاد پر جانے کی دعوت دی۔

حضرت ابوبکر رضؓ نے خالد رضؓ کو اس مضمون کا خط روانہ فرمایا۔

"بجانب خالد رضؓ بن ولید و جمیع مسلمان مجاہدین شام من جانب ابوبکر رضؓ خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ السّلام علیکم۔ امّا بعد حمد و ثنا اللہ تعالیٰ جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور بعد درود بر نبی اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلّم، میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ ہر حالت میں خواہ وہ پوشیدہ ہو یا ظاہر تقویٰ اختیار کرنا۔ مسلمانوں سے نرمی کا سلوک کرنا۔ ان کی استعداد کے مطابق ان سے کام لینا۔ ان کی برائیوں سے درگزر کرنا اور ہر کام میں

اُن سے مشورہ لینا - یہ میرا حکم ہے -
مجھے یہ سن کر بے حد خوشی ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے تمہاری مدد فرمائی اور تم کو فتح و نصرت عطا کی اور کفّار کو ہزیمت نصیب کی - اب تم اللہ تعالیٰ کا نام لے کر آگے بڑھتے چلے جاؤ - حتیٰ کہ شام کا شاداب علاقہ تمہارے قبضے میں آ جائے - اس کے بعد حمص اور معرات کی طرف بڑھو اور یہاں فتح پانے کے بعد انطاکیہ کی جانب پیش قدمی کرو - میں تمہاری مدد کے لیے یمن، نخع اور مکّہ کے بہادر مجاہد بھیج رہا ہوں - عمرؓ ابن معدی کرب اور مالکؓ اُشتر کو تمہاری مدد کے لیے اور مشورے کے لیے بھیج رہا ہوں - وہ مددگار اور کارآمد ثابت ہوں گے جب تم انطاکیہ پہنچو گے تو ہرقل قیصرِ روم وہاں ہوگا - اگر وہ تم سے مصالحت کرنا چاہے تو صلح کر لینا اور اگر لڑائی کے لیے آمادہ ہو تو جنگ کرنا - جب تک میں تم کو اجازت نہ دوں - بڑے پہاڑی شہر اور اُن کے دروں میں نہ جانا - ہرقل کی موت قریب ہے - کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْت - تم پر اور تمہارے ساتھیوں پر سلام و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ "

خالدؓ نے اپنے لشکر کو منظّم کیا اور برق رفتاری سے دمشق پہنچ کر شہر کا مُحاصرہ کر لیا۔

دمشق کی فتح

دمشق خوب صورت اور باغ و بہار ہونے کے ساتھ ساتھ نہایت مضبوط قلعہ بھی تھا۔ شہر کے چاروں طرف زبردست فصیل تھی، جس میں اگرچہ کئی چھوٹے چھوٹے دروازے تھے، مگر شاہراہ کے صرف چار دروازے تھے۔ ان کے متعلّق خالدؓ کا دفاعی منصوبہ یہ تھا:۔

باب الشرق: اِس کے مُقابلے میں خالدؓ نے اپنا مستقر بنایا اور خود حفاظت کی ذِمّہ داری لی

باب الجابیہ: حضرت ابوعبیدہؓ کو اِس حصّے کا ذمّہ دار ٹھہرایا گیا۔

باب تُوما: حضرتِ عمروؓ بن عاص اُس کے سامنے تعیّنات ہوئے۔

باب الفرادیس: حضرتِ شرحبیلؓ بن حسنہ اِس پر متعیّن ہوئے۔

چونکہ خالدؓ کو اِس بات کا یقین تھا کہ ہرقل قیصر روم دمشق کے لیے بالضّرور کمک روانہ کرے گا، لہٰذا

آپؓ نے ذوالکلاع حمیری کو فوج کا مضبوط دستہ دے کر حمص کی جانب ایک منزل کے فاصلے پر روانہ کیا تاکہ رُومی کمک کو روکے۔ علاوہ ازیں سب لشکروں کے سپہ سالاروں کو حکم دیا کہ ہر طرف سے محاصرہ اتنا سخت کیا جائے کہ دمشق تمام دُنیا سے کٹ جائے۔

تین ماہ تک محصور رہنے اور ہرقل کی جانب سے کوئی کمک نہ پہنچنے کے باعث اہلِ دمشق بہت ہراساں ہوئے اور اُن کا ایک وفد سپہ سالار تُوقا کے پاس خفیہ مشورے کے لیے گیا۔ طے پایا کہ رات کے وقت باب جابیہ کے امیرِ لشکر ابُوعبیدہؓ کے پاس یہ وفد جائے اور عاجزی و انکساری کر کے اُنھیں صلح پر راضی کرے۔ دمشق کے باخبر لوگوں کو معلوم تھا کہ حضرتِ ابُوعبیدہؓ بڑے صُلح کُن اور نرم دِل انسان ہیں نصف شب گزرنے کے بعد اہلِ دمشق کا یہ وفد باب جابیہ سے نکلا اور اس دستے سے جو باب جابیہ کے قریب متعین تھا، عربی زبان میں پکار کر کہا کہ حضرتِ ابُوعبیدہؓ سے ملنا چاہتے ہیں۔ اس وفد کا امیر ایک پادری تھا، جسے مسلمان حضرت ابُوعبیدہؓ کے پاس

لے گئے ۔ اور بہت جلد شرائطِ صُلح طے ہو گئیں۔ جن
میں ضروری باتیں یہ تھیں کہ اُن کے کُنبے کو محفوظ
رکھا جائے اور تمام اہلِ شہر کو امان دی جائے۔

اتفاق کی بات کہ اُسی رات کے پہلے حصّے میں
لشکر کے ایک گشتی دستے نے ایک رُومی کو شہر کی
فصیل کے باہر پکڑ کر خالدؓ کے رُو برُو پیش کیا۔ اس
رُومی نے بتایا کہ میں ایک پادری ہوں ۔ غار کھود کر
شہر سے باہر آیا ہُوں ۔ اگر میرے اہل و عیال کو امان
دی جائے تو میں اسلامی لشکر کو اُسی غار کے راستے
سے قلعے میں پہنچا دُوں گا ۔

خالدؓ نے پادری کی شرط منظور کر لی اور سو
جانباز مُجاہد اُس کے ہمراہ روانہ کر دیے ۔ باقی لشکر
کو خاموشی سے بابِ شرق کی سمت بڑھنے کا حکم دیا۔
قرار پایا کہ جب یہ مُسلمان جانباز قلعے کے اندر سے
نعرۂ تکبیر بلند کریں تو اس اشارے پر بابِ شرق پر
حملہ کر دیا جائے ۔

پادری اِن مجاہدینِ اسلام کو لے کر اندر پہنچ گیا
اور مجاہدین نے ذرا سی دیر میں دروازے کی زنجیریں
کاٹ کر اُسے کھول دیا ۔ نعرۂ تکبیر بلند ہُوا اور خالدؓ

مع اپنے لشکر کے اندر پہنچ گئے۔ نعرے نے رومیوں کو خبردار کر دیا اور اب گھمسان کا رن پڑا۔ خالدؓ رومیوں کو گاجر مولی کی طرح کاٹتے ہوئے آگے بڑھتے گئے۔ شہر کے عین وسط میں خالدؓ نے ایک مجمع دیکھا، جس کے آگے مشعلیں جل رہی تھیں اور حضرت ابوعبیدہؓ اور بہت سے اسلامی سالار پُرامن طریقے سے آگے بڑھ رہے تھے۔

حضرت ابوعبیدہؓ بن جراح نے حضرت خالدؓ سے قتل و خوں ریزی بند کر دینے کو کہا، اس لیے کہ اہل دمشق نے شرائطِ صلح کی بنا پر شہر حضرت ابوعبیدہؓ کے سپرد کر دیا تھا۔ حضرت خالدؓ سکتے میں آ گئے۔ اب یہ طے پایا کہ تمام شہریوں کو امان دے دی جائے۔ البتہ توقا اور ہربیس کو جو رومی عساکر کے مشہور سالار تھے، شہر بدر کر دیا جائے۔ البتہ تین دن تک یہ امان میں رہیں گے۔ یہ دونوں اپنا سامان، ہتھیار، ملازم سب چیزیں لے جا سکتے ہیں۔

توقا نہایت عجلت میں شارع عام چھوڑ کر دوسرے راستوں سے حمص کی جانب بڑھا تاکہ ان

تین دِنوں میں مُسلمانوں کی زد سے نِکل جائے۔ خالدؓ کے جاسُوسوں نے خبر دی کہ بوجھ کی زیادتی اور بارِش کے سبب وُہ پکڑا جا سکتا ہے۔ بشرطیکہ نہایت تیز رفتار سوار اُس کا تعاقب کریں۔ خالدؓ نے اِس تجویز کو منظُور کر لیا اور تعاقب کُنندہ لشکر کے ساتھ خُود جانے کا فیصلہ کِیا۔ اِس لشکر کا رہبر دمشق کا ایک باشندہ تھا جو مشرّف باسلام ہو چُکا تھا اور اُس کا نام یُونس رکھّا گیا تھا۔

جب خالدؓ جبلہ اور لاذقیہ کی پہاڑیوں کو طے کرکے دریا کے کنارے پُہنچے تو یُونس نزدیکی قریے میں گیا کیونکہ تُوقا اور اُس کے ہمراہیوں کا کوئی پتہ نہ چلا تھا اور چُونکہ اِس جگہ بھی بہُت خطرہ تھا اور آگے بڑھنا مناسب نہیں تھا لہٰذا یُونس اکیلا اِس گاؤں میں گیا تاکہ رُومی لشکر کے حالات معلُوم کرے۔ وہاں اُسے خبر ملی کہ ہرقل کو دمشق کے ہاتھ سے نِکل جانے کا بہُت صدمہ ہے اور اُس نے تُوقا اور ہربیس کو حمص آنے سے منع کر دِیا ہے کہ مبادا لشکریوں پر بُرا اثر پڑے اور اُنھیں حُکم دِیا ہے کہ وُہ قسطنطنیہ چلے جائیں۔ یُونس کو گاؤں والوں نے یہ

بھی بتایا کہ اِس پہاڑ کی دُوسری جانب انطاکیہ ہے جہاں دامنِ کوہ میں ہرقل بہت بڑا لشکر لیے پڑا ہے حضرت خالدؓ نے آگے بڑھنا مُناسب نہ سمجھا اور واپسی کی راہ ایسے طریقے سے متعیّن کی کہ ایک طرف تو ہرقل کے لشکر سے دُوری ہو جائے اور دُوسری طرف لُوقا کے متعلق بھی صحیح اطّلاعات مِل سکیں ۔ کیونکہ اُن کا قیاس تھا کہ ہرقل نے لُوقا کو اپنے سے دُور رہنے کا جب حُکم دِیا ہے تو وُہ ضرور اپنے لشکر اور لُوقا کے قافلے کے درمیان پہاڑ کو حائل رکھّے گا ۔

خالدؓ کا قیاس صحیح نِکلا، کیونکہ دُوسرے دِن یُونس خبر لایا کہ اُس نے لُوقا کے قافلے کو دیکھ لِیا ہے اور وُہ بارش میں بھیگنے کے باعث میدان میں اپنا سامان سُکھا رہے ہیں ۔ خالدؓ نے نہایت تیزی کے ساتھ کُوچ کیا اور چشم زدن میں اُنھیں جا لِیا ۔ لُوقا اور ہربیس کے آدمیوں نے عربوں کو آتے دیکھ لِیا تھا ۔ گھمسان کی لڑائی ہُوئی ۔ لُوقا مارا گیا ۔ اُس کی بیوی گرفتار ہو گئی اور ہربیس بھاگ نِکلنے میں کامیاب ہو گیا ۔

خالدؓ نے مالِ غنیمت تو لڑائی کے بعد ہی فی الفور روانہ کر دیا تھا۔ اب فوراً کوچ کا حکم دیا اور خود ہربیس کا تعاقب کر کے اُسے گرفتار کر لیا۔

جب خالدؓ کا یہ لشکر برج صغیر میں اُم حکیم کے قریب پہنچا تو اُن کو خبر ملی کہ ایک بڑا سوار دستہ تیزی سے اسلامی لشکر کے عقب میں آ رہا ہے اور یہ لوگ رومی معلوم ہوتے ہیں۔ خالدؓ نے یونس کو بُلا کر حکم دیا کہ جاؤ اور اس گروہ کے آنے کا مقصد دریافت کر کے آؤ۔ یونس کے ہمراہ ایک بوڑھا رومی سردار آیا اور اُس نے اپنے آپ کو قیصر ہرقل کا ایلچی بتایا۔ اُس نے قیصر ہرقل کی طرف سے التجا کی کہ لوقا کی بیوی چونکہ قیصرِ روم ہرقل کی بیٹی ہے اس لیے آپ جس قدر زرِ فدیہ چاہیں لے لیجیے اور اسے رہا کر دیجیے یا ہدیتاً چھوڑ دیجیے۔ خالدؓ نے ایلچی سے کہا چونکہ یہ قیصر کی بیٹی ہے، اس لیے میں اسے بلا فدیہ چھوڑتا ہوں۔

جب خالدؓ کا لشکر واپس دمشق آیا تو اسلامی لشکر میں بڑی خوشی منائی گئی۔ تمام مالِ غنیمت تقسیم کیا گیا۔ خمس دربارِ خلافت میں روانہ کیا گیا اور دمشق

کے غلّے اور مالِ غنیمت کے متعلق چونکہ شک تھا، لہٰذا اُس کے متعلق خلیفہؓ سے فیصلے کی درخواست کی گئی۔ خالدؓ نے اس واقعے کے متعلق دربارِ خلافت میں حسبِ ذیل عریضہ تحریر فرمایا :-

"امیرالمؤمنین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں السّلامُ علیکم۔ میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرتا ہوں اور اُس کے برگزیدہ رسُول محمّد صلّی اللہ علیہ وسلّم پر درُود بھیجتا ہوں۔ امّا بعد، عرض کرتا ہوں کہ بحمد اللہ تعالیٰ، دمشق ہمارے ہاتھ آ گیا ہے۔ ابُوعبیدہؓ بن جراح بابِ جابیہ پر متعیّن تھے۔ اُن کے ساتھ دُشمن نے فریب کر کے اس دروازے کو کھول کر اُن سے صُلح کر لی۔ اس لیے ابُوعبیدہؓ نے مجھے منع کر دیا کہ مَیں کسی کو قید یا قتل نہ کروں۔ ابُوعبیدہؓ کے ساتھ پادری اور بہت سے راہب موجُود تھے۔ بادشاہ ہرقل کے داماد لُوقا اور ہربیس کو بھی ابُوعبیدہؓ نے بہت سا مال لے جانے کی اجازت دی اور تین دِن کی امان دی کہ وُہ شہر سے نکل کر جا سکیں۔ مَیں نے تین دِن کے بعد لُوقا اور ہربیس کا تعاقب کر کے مرج الدّیباج کے پاس جا پکڑا اور اُنھیں قتل کر دیا۔ قیصر ہرقل

کی لڑکی کو حراست میں لے لیا، مگر بعد ازاں ہرقل کے ایلچی نے سفارتی طور پر سفارش کی، چنانچہ اُس لڑکی کو چھوڑ دیا گیا۔ آپؓ کے حکم کا منتظر ہوں کہ دمشق والوں کے ساتھ کیسا سلوک کیا جائے۔ والسّلامؑ۔

یہ خط عبدُاللہ بن قرط عربی کے ہاتھ حضرتِ ابوبکرؓ صدّیق کی خدمت میں بھیجا گیا اور کہا کہ تمام حالات زبانی بھی عرض کر دے۔

جب یہ خط مدینۂ منوّرہ پہنچا تو حضرت ابُوبکرؓ کا انتقال ہو چکا تھا اور حضرتِ عمرؓ مسندِ خلافت پر متمکّن تھے۔ آپؓ نے خط کا سرنامہ پڑھ کر فرمایا کہ مُسلمانوں کو دمشق میں حضرتِ ابُوبکرؓ کے انتقال کی خبر نہیں ہوئی ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میں نے جو خط ابُوعبیدؓہ کو لکھا تھا، وُہ ابھی تک اُنھیں نہیں ملا۔

خالدؓ کی معزُولی

قیصر ہرقل نے جب حضرتِ عُمرؓ کی خلافت کا حال سُنا تو وُہ بہت خائف ہُوا کہ یہ خلیفہ بہت سخت گیر ہے لہٰذا کسی نہ کسی طریق سے اُسے قتل کر دیا جائے۔ اُس نے یہ کام ایک نصرانی عرب،

طلیعہ بن ماران کے سپرد کیا اور کامیابی پر مُنہ مانگا انعام دینے کا وعدہ کیا۔

نصرانی مدینے پہنچا اور خلیفۂ ثانیؓ کے قتل کی گھات میں لگا رہا، مگر جب اُس نے حضرتِ عمرؓ کی زندگی کے حالات بچشم خود دیکھے اور سُنے تو اپنی آمد کا سبب حضرتِ عمرؓ پر ظاہر کر دیا اور مشرّف باسلام ہو گیا۔

حضرتِ عمرؓ نے اُسی وقت حسب ذیل خط ابو عبیدہؓ کو لکھا، جسے تمام مسلمانوں کو جمع کر کے سُنا بھی دیا:۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مَیں تعریف کرتا ہوں اُس خدائے واحد کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور درُود بھیجتا ہوں اُس کے برگزیدہ نبی محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم پر۔ مَیں نے تم کو مسلمانوں کے امُور پر مامُور کیا ہے۔ تم اس میں شرم نہ کرو، کیونکہ نیک کام اور امرِ حق میں خدا کے بندے شرم نہیں کرتے مَیں تم کو خدا سے ڈرتے رہنے اور تقویٰ اختیار کرنے کی وصیّت کرتا ہوں۔

مَیں نے تمھیں حضرتِ خالدؓ کے لشکر کا امیر

مقرر کیا ہے۔ تم انھیں امارت سے علیحدہ کر کے
ان کا لشکر بھی اپنے ماتحت لے لو۔ مسلمانوں کو
مالِ غنیمت کی امید میں ہلاکت میں مت ڈالو۔ وہ
گندم اور جو، جو تمھیں دمشق میں ہاتھ لگے ہیں اور
جن کے متعلق تمھارا آپس میں جھگڑا ہے وہ مسلمانوں
کا حق ہے۔ سونا اور چاندی جو دستیاب ہوا ہے،
اُس میں خمس نکال کر مسلمانوں میں تقسیم کر دو۔
دمشق کی فتح اور صلح کے متعلق جو جھگڑا ہے، اُس
کے بارے میں مَیں نے یہی فیصلہ کیا ہے کہ چونکہ
تم وہاں کے امیر ہو، اس لیے یہ فتح صلح کے ساتھ
ہوئی ہے، تلوار کے زور سے نہیں ہوئی۔ اگر
صلح نامہ مرتب کرتے وقت تم نے غلّے کے بارے
میں رومیوں کا حق تسلیم کر لیا تھا تو تمھیں لازم ہے
کہ یہ غلّہ انھی کو دے دو۔

خالدؓ بن ولید کا دشمنوں کے تعاقب میں مرج
دیباج تک جا پہنچنا نفس کا فریب ہے اور اُس نے
ناحق مسلمانوں کا خون بہانے کی جرأت دلائی۔ خالدؓ
بن ولید مسلمانوں کا خون ناحق بہانے میں بے باک
انسان ہے۔ ہرقل کی بیٹی کو گرفتار کر چکنے کے بعد

ہدیتاً دے دینا اپنے اختیارات کی حد سے تجاوز کرنا ہے۔ خالدؓ بن ولید کو چاہیے تھا کہ اُس لڑکی کے عوض بہت سا مال لیتا جو غرباء، ضعفاء اور یتیموں میں تقسیم کر دیا جاتا۔ والسّلام۔ از طرف خدا کا بندہ، خادم المسلمین، عمرؓ بن خطّاب۔"

یہ خط نہایت واضح طور سے خالدؓ کی اِس جلیل القدر عہدے سے برخاستگی کے اسباب پر روشنی ڈالتا ہے اور اِس سے امیرالمؤمنینؓ کی بزرگی اور دُوراندیشی کا پتہ چلتا ہے۔

حضرت خالدؓ نے نہایت خندہ پیشانی سے لشکر کی قیادت ابُو عبیدہؓ کے سپُرد کر دی اور فرمایا ——— واللہ، اگر حضرت عمرؓ کسی لڑکے کو بھی مجھ پر امیر مقرّر فرماتے تو مَیں اُس کی اطاعت کرتا اور ہرگز اختلاف نہ کرتا۔ چہ جائے کہ آپ جو مجھ سے قدیمُ الایمان اور سابقُ الاسلام ہیں۔ آغازِ اسلام میں آپ نے مسلمانوں پر جو احسانات کیے، بہت زیادہ ہیں، لہٰذا یہ کِس طرح ممکن تھا کہ مَیں خود کو آپ سے بہتر سمجھوں۔ اور آپ سے آگے بڑھوں۔ جب کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خود آپ کو امین کا خطاب عطا فرمایا ہے

خُدا کی قسم میں نے مُسلمانوں کے ساتھ رہ کر اللہ کی راہ میں شمشیر زنی کی ہے اور اب آپ کو گواہ کر کے کہتا ہُوں کہ میں نے اپنے آپ کو اسلام اور مُسلمانوں کے لیے اور اللہ کی راہ میں وقف کر دیا۔ میں بہت جلد انشاءاللہ تعالیٰ امیر المؤمنینؓ کے سامنے اپنی جاں نثاری کا ثبوت پیش کروں گا۔ خُدا کی قسم، میں نے کبھی امارت کی خواہش اور سرداری کی پروا نہیں کی ہے۔"

حضرت ابُو عبیدہؓ اور مُسلمانوں کو خالدؓ کی باتیں بہت پسند آئیں اور سب نے آپ کے حق میں دُعائے خیر کی۔

حضرت ابُو عبیدہؓ نے دربارِ خلافت کو خط ارسال کیا، جس میں خالدؓ کی شجاعت کی از حد تعریف کی۔ آئندہ مہمّات کے متعلق مشورے طلب کیے اور احکام منگائے۔

حضرت عُمرؓ نے حکم دیا "تم حمص پر فوج کشی کر دو اور وہاں سے دُور مت جاؤ۔ اگر اہلِ حمص صُلح چاہیں تو صُلح کر لو ورنہ اُن سے جنگ کرو۔ انطاکیہ کی طرف جاسُوس روانہ کرو اور نصرانی عربوں

سے ہوشیار رہو"

اُردن میں اِسلامی لشکر

اُردن کا دارالحکومت طبریہ تھا۔ اُس کے مشرق میں تقریباً بارہ میل لمبی ایک جھیل تھی۔ اِس جھیل سے تھوڑے سے فاصلے پر ایک چھوٹا سا شہر آباد تھا، جس کا نام فحل تھا۔ اُس زمانے میں اِس کی نہ شہرت تھی، نہ اہمیت اور رُومی اپنی زبان میں اِس جگہ کو سلارونیہ کہتے تھے۔ یہ شہر سمندر سے چھ ہزار فٹ کی بلندی پر ایک سطحِ مُرتفع میں واقع تھا۔

طبریہ سے جانب جنُوب ۱۸ میل پر بیسان کا شہر آباد تھا۔ اِسی جگہ دمشق کی اِمداد کے لیے ہرقل کی روانہ کردہ کمک ذوالکلاع حمیری کے ہاتھوں پسپا ہو کر آ گئی تھی۔ قیصر نے مزید افواج یہاں روانہ کی تھیں۔

رُومی سپہ سالار سکلار کو خالدؓ کے اچانک حملے کا اِس قدر خوف تھا کہ اُس نے اپنے پڑاؤ کے اِرد گرد نہروں کے بند بدیں غرض توڑ دیے تھے کہ بیسان کے چاروں طرف دلدل اور جھیل بن جائے۔ اُس وقت جنرل سکلار کے پاس تقریباً چالیس ہزار فوج جمع تھی۔

حضرتِ ابُو عبیدہؓ کا اسلامی لشکر فحل پر اُترا۔ سکلار قابل بھی تھا اور ہوشیار بھی۔ اُس نے مزید وقت حاصل کرنے کی غرض سے ابُو عبیدہؓ کے پاس صُلح کرنے کے لیے ایلچی روانہ کیا، مگر نتیجہ کچھ نہ نکلا۔ حضرتِ ابُو عبیدہؓ نے ایک صبا رفتار سانڈنی پر اپنا قاصد حضرتِ عمرؓ کی خدمت میں روانہ کیا تاکہ تمام حالات بیان کرکے مزید احکام حاصل کر سکیں۔

اب سکلار نے ابُو عبیدہؓ سے براہِ راست گفتگو کرنے کی کوشش کی مگر وُہ بھی رائیگاں گئی، کیونکہ ابُو عبیدہؓ سمجھ گئے تھے کہ یہ مزید کمک آنے تک کے لیے وقت چاہتا ہے۔ حضرتِ عمرؓ کی طرف سے ابُو عبیدہؓ کو جواب ملا: "ثابت قدم رہو۔ بصُورتِ انکار حملہ کر دو۔" یہ حُکم آتے ہی ابُو عبیدہؓ نے لڑائی شرُوع کر دی۔

دو دِن گزر گئے، مگر کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ تیسرے دِن حضرتِ ابُو عبیدہؓ نے خالدؓ کے مشورے کے مطابق خالدؓ کو رسالے کے ساتھ دُشمن پر حملہ کرنے کے لیے آگے بڑھایا، لیکن اِس سے قبل ہی دُشمن کی فوج نے باہر نکل کر حملہ کر دیا۔ بڑے گھمسان کا رَن پڑا۔ رُومی جی توڑ کر لڑے، مگر جلد ہی دل چھوڑ دیا اور بیسان کی طرف

بھاگے۔ اب وُہ دلدل، جسے اُنھوں نے اِسلامی لشکر کے لیے تیار کیا تھا، خُود اُن کے لیے ہلاکت و تباہی کا باعث بن گئی اور وُہ اِس میں پھنس کر رہ گئے۔ سکلار نہایت تیزی سے لڑتا ہُوا مارا گیا۔ بیسان والوں نے امان مانگ لی۔

ابُو عبیدہؓ نے ایک دستہ طبریہ میں ابوالاعور سلمی کے تحت بھیجا تھا کہ اُسے محصُور کر لیا جائے۔ جیسے ہی شکست خوردہ رُومی وہاں پہنچے، طبریہ والوں نے بھی امان مانگ لی۔

حضرتِ ابُو عبیدہؓ نے یزیدؓ بن ابی سفیان کو دمشق کا والی مقرّر کیا۔ اُنھوں نے بیروت، جبیل اور عرقہ کے ساتھ ساتھ ساحل پر کئی حملے کیے، کیونکہ وہاں رُومی لشکر کے اجتماع کی خبریں آ رہی تھیں۔ ان کا منشا تھا کہ اِس علاقے میں سامانِ رسد وغیرہ تلف کیا جائے یا لُوٹ لیا جائے تاکہ رُومی لشکریوں کی تکالیف میں اضافہ ہو۔

قیصرِ روم کا دِفاعی منصوبہ

فحل کی فتح کے بعد اسلامی لشکر حمص کی طرف

بڑھا۔ قیصرِ روم نے دمشق پر حملہ کرنے کے لیے جنرل توذر کی قیادت میں ایک لشکر روانہ کیا۔ اُس کے عقب میں ایک اور لشکر جنرل شنس کی ماتحتی میں بطورِ کمک بھیجا۔ دُوسرا لشکر بھجوانے سے اس کا مدّعا یہ بھی تھا کہ اِسلامی لشکر کو مرعُوب کر کے دھوکا دِیا جا سکے۔ اس کا منشاء و مطلب یہ تھا کہ:

۱۔ ابُوعبیدہؓ حمص کی طرف بڑھنے سے رُک جائیں گے۔

۲۔ جب تک ابُوعبیدہؓ کے لشکر کی جنرل شنس سے مُڈبھیڑ ہوگی، توذر دمشق فتح کر لے گا۔

۳۔ چُونکہ اِسلامی لشکر کی جان پر آبنے گی لہٰذا قیصر کی جنگی تیّاریوں پر کوئی اثر نہ پڑے گا۔ شام کے شہر امن میں رہیں گے اور اِس طرح قیصر کو مسلمانوں پر آخری اور کاری ضرب لگانے کا موقع مِل جائے گا۔

توذر نے مَرجِ روم کے پاس پڑاؤ ڈال دِیا۔

ابُوعبیدہؓ کا دِفاعی منصُوبہ

ابُوعبیدہؓ نے خالدؓ کو رسالے کا دستہ دے کر

توذر کے تعاقب میں بھیجا اور خود باقی لشکر کے ساتھ مرج روم میں جنرل شنس کے انتظار میں مقیم ہو گئے۔ خالدؓ کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ یزیدؓ کی مدد کو فوراً دمشق پہنچ جائیں اور جب اللہ تعالیٰ کے حکم سے فتح پالیں تو فوراً مرج روم واپس آ جائیں۔ اُن کا منشا تھا کہ رومیوں کے دونوں لشکروں کو الگ الگ رکھ کر ختم کر دیا جائے اور پھر حمص کی جانب پیش قدمی کی جائے۔

دمشق کا میدانِ کارزار

توذر نے جب ابوعبیدہؓ کے لشکر کے متعلق سُنا کہ اُس نے رُخ بدل دیا ہے تو وہ فی الفور دمشق کی طرف بڑھا۔ یزیدؓ کو رومی لشکروں کی پیش قدمی اور اسلامی لشکر کے رُخ بدلنے کی اطلاع مل چکی تھی۔ لہٰذا انھوں نے دمشق کی فوج لے کر ایک منزل کے فاصلے پر توذر کے لشکر سے لڑائی شروع کر دی۔ لڑائی ہو رہی تھی کہ خالدؓ نے اپنے رسالے کے ساتھ توذر کے عقب پر حملہ کر دیا۔ توذر کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ خالدؓ اتنی جلدی اتنا لمبا فاصلہ طے

کر کے وہاں پہنچ جائیں گے۔ اِس لیے اُس نے عقب کی حفاظت کا خاطر خواہ اِنتظام نہ کیا تھا۔ توذر مارا گیا اور اُس کا سارا لشکر بھی تہِ تیغ ہو گیا اور بہت کم لوگ جان بچا کر بھاگنے میں کامیاب ہو سکے خالدؓ وہاں کے حالات سے یزیدؓ کو نپٹنے کا مشورہ دے کر خُود مرج رُوم کی طرف روانہ ہُوئے اور اِس تیزی سے روانہ ہُوئے کہ توذر کی فوج کے مفرورین مشکل سے شنس کو دمشق کی حملہ آور فوج کی تباہی کے احوال بتا سکے تھے کہ خالدؓ پہنچ گئے۔

جنرل شنس اور حضرت ابُوعبیدہؓ کی فوجوں میں زبردست جنگ جاری تھی کہ خالدؓ نے رُومی لشکر کے ایک بازو پر اچانک حملہ کر دیا اور اِس طرح دُو اسلامی لشکروں کے بیچ میں رُومی لشکر پس گیا۔ شنس بہادری سے لڑتے ہُوئے مارا گیا۔ بے حد مالِ غنیمت ہاتھ آیا۔ یہاں ابُوعبیدہؓ کچھ عرصہ ٹھہرے اور پھر حمص کی جانب کُوچ کیا۔

حمص تک

حمص زمانۂ قدیم میں بہت شہرت رکھتا تھا۔ یہاں

بہت بڑی فوجی چھاؤنی بھی تھی اور تجارتی منڈی بھی۔
اس کے علاوہ ایک عظیم ہیکل تھا جس کی پرستش کے لیے دُور دراز سے لوگ آیا کرتے تھے۔

دمشق سے حمص کی طرف جائیں تو راہ میں بعلبک کا شہر پڑتا ہے۔ رومیوں کے عہد میں یہ بھی چھاؤنی تھی۔ حمص سے آگے بڑھیں تو انطاکیہ کا شہر آتا ہے جو قیصرِ روم ہرقل کے پسندیدہ شہروں میں سے تھا اور ہرقل شام کی طرف آتے جاتے انطاکیہ میں قیام کیا کرتا تھا۔

جب قیصر ہرقل کو سکلار، تھوذر اور شنس کی ہزیمت اور قتل کی خبر ملی تو اس نے حمص سے چل کر الرہا (اڈیسہ) کو اپنا عارضی مستقر بنا لیا۔

حضرت ابو عبیدہؓ نے خالدؓ کو رسالے کے ساتھ آگے روانہ کر دیا تاکہ شہر بعلبک پر اچانک حملہ کر کے فتح کر لیں۔ بعلبک کے باشندے ابو عبیدہؓ کی نقل و حرکت کو دیکھ رہے تھے۔ چنانچہ جب خالدؓ نے ان پر جنگل کے راستے اچانک حملہ کیا تو معمولی آویزش کے بعد ان لوگوں نے صلح کر لی۔

رومیوں نے اپنا بڑا لشکر حمص سے کچھ فاصلے

پر مقام جوسیہ پر بھیج دیا تاکہ اسلامی لشکر کو وہیں روک دے، لیکن جوسیہ کے لشکر نے تھوڑے سے مقابلے کے بعد ہمّت ہار دی اور بھاگ نکلا۔

خالدؓ نے ایک لشکر کے ساتھ حضرت سیرہؓ کو رومیوں کے تعاقب میں روانہ کیا اور حکم دیا کہ انھیں مارتے مارتے حمص تک پہنچ جاؤ۔ چنانچہ اسلامی لشکر نے بھاگنے والے رومیوں کو بری طرح قتل کیا۔ اثنائے تعاقب میں وہ رومی دستے بھی ملے جو جوسیہ کے لشکر کی امداد کے لیے آ رہے تھے۔ وہ بھی بے خبری کے عالم میں غارت ہو گئے۔

خالدؓ اور سیرہؓ نے حمص کو محاصرے میں لے لیا۔ تھوڑے ہی عرصے کے بعد ابوعبیدہؓ بقیہ اسلامی لشکر کے ساتھ حمص پہنچ گئے۔ اہل حمص نے کچھ دن مقابلہ کیا اور پھر امان طلب کر لی اور بطیب خاطر جزیہ پیش کر دیا۔ حمص والوں نے یہ دوسری مرتبہ صلح کی تھی۔ ایک بار قبل انھوں نے حضرت ابوعبیدہؓ کی صلح پسندی سے فائدہ اٹھا کر عارضی صلح کر لی تھی۔ حمص کے بعد حماۃ، شیزر، معرۃ النعمان نے بھی امان مانگ لی۔

اب ابوعبیدہؓ لاذقیہ کی طرف بڑھے۔ یہ بہت

قدیم شہر اور مضبوط قلعہ تھا اور اس کے گرد بہت گہری خندق تھی۔ ابو عبیدہؓ کے لشکر نے اسے سَر کرنے کے لیے کئی ہفتے زبردست جدّ و جہد کی، مگر یہ فتح نہ ہو سکا۔

اس پر خالدؓ نے حضرت ابو عبیدہؓ کو ایک نئی تجویز پیش کی۔ اس شہر کے قریب ایک جنگل تھا۔ جس میں نشیب و فراز تھے۔ خالدؓ نے اس جنگل میں کئی غار کھدوائے اور مشہور کیا کہ موسمِ سرما سے بچنے کے لیے ایسا کیا گیا ہے۔ اس کے بعد ایک دن سب اسلامی لشکر نے رات کو ہٹ کر چند میل دُور پڑاؤ ڈال دیا۔ رُومی یہ سمجھے کہ عرب ہمّت ہار چکے ہیں۔ لہٰذا اُن کے شہسوار کئی بار شہر پناہ سے نکل کر لشکرِ اسلام پر حملہ آور ہوئے، مگر مسلمان صرف بچاؤ کی لڑائی لڑتے رہے اور کچھ دُور پیچھے ہٹ گئے۔ عربوں کے پیچھے ہٹ جانے سے شہری، جو عرصے سے بند تھے، باہر نکلنے لگے۔ اب اُن کا حوصلہ بھی بڑھا ہُوا تھا۔ خالدؓ نے جاسوسوں کے ذریعے یہ مشہور کرا دیا کہ اسلامی فوج کل صبح لوٹ رہی ہے۔ خالدؓ نے رات بھر پڑاؤ میں آگ جلائی، شور و غل

کرایا تاکہ دُشمن کو اس امر کا یقین ہو جائے اور ساتھ ہی رات کے وقت ایک مضبُوط دستہ آگے بھیج دیا۔ جو اس جنگل کے غاروں میں رُوپوش ہو گیا۔ دُوسرے دن جیسے ہی اسلامی لشکر روانہ ہُوا تو رُومی لشکر نے اُن پر حملہ کر دیا۔ مسلمان کچھ اور پیچھے ہٹ گئے۔

اب خالدؓ کی باری تھی۔ اُنھوں نے تکبیر کہی اور اپنے رسالے کے ساتھ دُشمن کے عقب میں حملہ کر دیا۔ اِدھر جب جنگل کے دستے نے تکبیر کی آواز سُنی تو وُہ شہر لاذقیہ کی طرف بڑھا اور دروازوں پر قبضہ کر لیا۔ رُومی لشکر میدان میں شکست کھا چکا تھا اور وُہ شہر کے اندر قلعے میں بھی واپس نہ جا سکتا تھا۔ لہٰذا اُس نے امان مانگ لی اور جزیہ ادا کیا۔ یہ واقعہ ۱۴ھ / ۶۳۵ء کا ہے۔

حضرتِ عُمرؓ نے ابُوعبیدہؓ کو حکم دیا کہ اسلامی عساکر مفتُوحہ شہروں میں اپنے نمائندے مقرّر کر کے واپس چلے آئیں، لہٰذا ابُوعبیدہؓ خُود حمص میں ٹھہرے خالدؓ کو دمشق میں ایک ہزار رسالے کے ہمراہ بھیجا اور عمروؓ بن العاص کو اُردن میں قیام کرنے کا حُکم دیا۔

قیصرِ ہرقل کا دربار

اسلامی لشکر کے ہاتھوں پے در پے شکستوں کی خبروں نے قیصرِ ہرقل کو سراسیمہ اور پریشان کر دیا۔ چنانچہ قیصر نے ایک کنیسہ میں ایک مجلسِ مشاورت طلب کی اور اس میں سلطنت کے تمام اعیان و ارکان، حلیف اور باجگزار، والیانِ ریاست اور فوجی جرنیل، مذہبی عمائد اور پادری طلب کیے اور اُن سے استفسار کیا کہ "آیا آپ لڑنا چاہتے ہیں یا میں فوجیں لے کر قسطنطنیہ چلا جاؤں اور اُس وقت کا انتظار کروں، جب مسلمانوں سے برسرِ جنگ ہونا پڑے؟"

اُس کے جواب میں ہر طرف سے شور بلند ہوا کہ نہیں نہیں۔ اے قیصر! آپ ہرگز دل برداشتہ نہ ہوں۔ ہم لڑنا جانتے ہیں۔ ہم اپنی جانیں لڑا دیں گے۔ ہماری قیادت کیجیے۔

قیصرِ ہرقل نے اب رومی لشکر کی جدید تنظیم اِس طرح کی کہ:

۱۔ پہلا علم، جو ریشمی کپڑے کا بنا ہوا تھا اور جس پر جواہرات کی صلیب بنی تھی، قناطیر والیِ رُوس کو دیا

اور قوم صقالیہ کو ایک لاکھ لشکر مرتب کرنے کا حکم دیا۔

۲۔ دوسرا علم، جس پر زمرد سبز کی صلیب اور سونے کے دو آفتاب بنے ہوئے تھے، جرجیہ والیٔ انگورہ اور عمودیہ کے سپرد کیا اور اس کے تحت ایک لاکھ فرادنہ قوم کے رومیوں کا لشکر متعین کیا۔

۳۔ تیسرا علم، جس پر سونے کی صلیب آویزاں تھی، دیرجان گورنر اسکوک کو دیا۔ اس کے تحت ایک لاکھ تاتاری مغل، جو مذہباً عیسائی تھے، مقرر کیے۔

۴۔ چوتھا علم، جو دیباجِ سیاہ کا بنا ہوا تھا، جرنیل شہزادہ قوریر کو عطا کیا اور اس کے تحت ایک لاکھ دوقس، مغلیط اور آرمینیا قوم کے لوگ تھے۔

۵۔ پانچواں جھنڈا، جواہر اور یاقوتِ رمانی سے مرصع تھا اور اس پر طلائی صلیب تھی، جس میں ہیرے جڑے ہوئے تھے، اسے جرنیل باہان والیٔ آرمینیا کو دیا اور اسے تمام رومی افواج کا کمانڈر انچیف مقرر کیا۔

۶۔ پھر اس نے جبلہ بن ایہم غسانی کو جو عرب

تھا اور دینِ مسیحی کا پیرد، خلعتِ فاخرہ عنایت کیا اور کہا کہ بنو غسّان، بنو جذام، بنو عالمہ، بنو طم، تمہارے تحت ہیں۔

اس عظیم الشّان لشکر کے علاوہ قیصر روم نے ایک اور جرّار لشکر تیّار کیا اور اُسے قیساریہ کی سمت روانہ کیا تاکہ سواحلِ شام اور وہاں کی بندرگاہوں، مثلاً طرابلس، صور، اعکار، بیروت، طبریہ کی حفاظت کر سکے۔ اس لشکر کا سالار قیصر کا فرزند قسطنطین تھا نیز ایک اور لشکر اُس نے بیتُ المقدس کی سمت اس علاقے کی حفاظت کے لیے بھیجا۔

مفصّلہ بالا احکام اور تجاویز سے ظاہر ہوتا ہے کہ قیصر کا دفاعی منصوبہ یہ تھا کہ باہان اسلامی لشکر کو حمص اور دمشق میں چاروں طرف سے گھیر کر ختم کر دے۔ اور اگر مسلمان نکل جانے کی کوشش کریں تو بیتُ المقدس والا لشکر اُن کے سدِ راہ ہو جائے نیز مدینے سے جو کمک آئے، اُسے بھی یہ لشکر آگے بڑھنے سے روک دے۔

معرکۂ یرموک

جس وقت ہرقل جنگی تیاریوں میں مصروف تھا، اسلامی کیمپ تقریباً دو سال کی مسلسل جنگوں میں مصروف رہنے کے بعد سستا رہا تھا۔

ابوعبیدہؓ کو دشمن کی تیاریوں کی خبر اس وقت لگی، جب دشمن کی فوجیں شیزر کے قریب پہنچ گئیں۔ اس وقت سردی اپنے شباب پر تھی اور راستے، برفباری اور بارش کی وجہ سے مسدود تھے۔

چونکہ دشمن بہت قریب آچکا تھا اور دمشق اور اردن سے مدد آنے کے لیے وقت کافی نہ تھا لہٰذا یہ طے پایا کہ اسلامی فوج دمشق چلی جائے، جہاں خالدؓ موجود ہیں، مگر ایسا کرنے سے قبل ابوعبیدہؓ نے اپنے افسرِ خزانہ کو حکم دیا کہ تمام عیسائی اور یہودی رعایا کا خراج واپس کر دیا جائے، کیونکہ موجودہ حالات میں اسلامی فوج ان کی حفاظت کا ذمہ نہیں لے سکتی۔

حمص اور اس کے نواح سے فوج اور نمائندے واپس بلا لیے گئے اور اسلامی لشکر بسرعت دمشق

کی جانب ہٹا۔ ایک عریضہ خلیفۃ المسلمینؓ کی خدمت میں بھی روانہ کیا گیا۔ جس میں تمام حالات مندرج تھے۔

مدینے میں جب یہ خبر پہنچی کہ کفر کا سیلاب اسلام کے خلاف اُمڈ رہا ہے تو لوگ جہاد پر کمربستہ ہوگئے۔ حضرت عمرؓ نے تحریر فرمایا کہ سعید بن عامر کمک لے کر انشاءاللہ عنقریب روانہ ہوں گے اور تمام اہلِ لشکر کو یہ سُنا دو کہ فتح و شکست فوجوں کی قلت و کثرت پر ہرگز موقوف نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم پر منحصر ہے۔ تم اسے ہرگز نہ بھولو۔ ہر دم اُس کو یاد رکھو وُہی تمہاری تائید و نصرت فرمائے گا۔"

اس اثنا میں حضرت ابُوعبیدہؓ کو حضرت عمرو بن العاص کا خط ملا کہ حمص چھوڑ دینے سے اُردن میں بغاوت پھیل گئی ہے اور رُومیوں کی آمد آمد نے اس آگ کو اور بھڑکا دیا ہے۔

دمشق میں آکر حضرت ابُوعبیدہؓ نے صبح کی نماز کے بعد حضرت عمرؓ کی ہدایات کے مطابق اپنے سالاروں کو خطاب فرمایا اور مشورہ طلب کیا۔ بعض

نے کہا کہ دمشق میں ٹھہر کر دشمن کا مقابلہ کیا جائے اور حضرت ابوعبیدہؓ کو یہ رائے صائب معلوم ہوئی، لیکن خالدؓ نے کہا "اگر آپ یہاں اقامت گزین رہے تو خود اپنے دشمنوں کی اعانت کیجیے گا، کیونکہ یہ جابیہ و قیساریہ سے قریب ہے۔ اور قیساریہ میں ہرقل کا فرزند قسطنطین چالیس ہزار کی جمعیت کے ساتھ موجود ہے۔ لہٰذا میں آپ کو مشورہ دیتا ہوں کہ آپ یہاں سے کوچ کیجیے اور اذرعات کو پس پشت ڈال کر یرموک کے میدان میں پڑاؤ ڈالیے۔ یہ میدان ہمارے رسالے کو دشمن کے روندنے میں مدد دے گا اور چونکہ ہم مدینے سے قریب تر ہوں گے اس لیے ہمیں کمک بھی جلد جلد پہنچتی رہے گی۔

اس کی سب سے پہلے تائید ابوسفیانؓ بن حرب نے کی۔ اس کے بعد سب مسلمانوں نے اسے پسند کیا اور تائید کی۔

طے یہ ہوا کہ خالدؓ بن ولید کو چار ہزار سواروں کے ہمراہ بطور ہراول پہلے روانہ کیا جائے۔ گھوڑوں کے پاؤں درختوں کے پتوں پر پڑیں گے تو شور ہوگا

دشمن کو خیال ہوگا کہ مسلمان بھاگ رہے ہیں اور وہ غالباً مسلمانوں پر حملہ کریں گے۔ اگر خالدؓ نے اس حملے کو کامیابی سے نبٹ لیا تو پھر دشمنوں کے حوصلے پست ہو جائیں گے۔

عمروؓ بن عاص کو حکم دیا گیا کہ وہ اپنا لشکر لے کر تاریخِ مقررہ کو یرموک میں لشکرِ اسلام سے مل جائیں۔

جونہی اسلامی شہسواروں نے کوچ کیا تو اُردن اور جابیہ اور نواح کے رومیوں نے سمجھا کہ اب مسلمان حجاز کی طرف بھاگ رہے ہیں، لہٰذا اُنھوں نے اکٹھے ہو کر خالدؓ کے لشکر کا راستہ روکنے کی کوشش کی۔ خالدؓ چونکہ اس متوقع حملے کے لیے پہلے ہی سے تیار تھے لہٰذا اُنھوں نے رُومیوں پر ایسا سخت حملہ کیا کہ اُن میں سے بے شمار مجروح ہوئے اور باقی ماندہ بے شمار سامانِ حرب چھوڑ کر فرار ہو گئے۔ اور اس طرح ابُوعبیدہؓ اسلامی لشکر لے کر بلا کسی مزاحمت کے اذرعات کو پسِ پشت چھوڑتے ہوئے میدانِ یرموک میں داخل ہو گئے اور پھر خالدؓ بھی اپنی فوج اور مالِ غنیمت لے کر آ ملے۔

اِس میدان میں خالدؓ کے مشورے سے ابُوعبیدہؓ نے ایک بہت بلند ٹیلے پر عورتوں اور بچوں کا کیمپ بنایا اور اِس ٹیلے کے چاروں سمت سخت پہرے کا بندوبست کر دیا۔ اِس ٹیلے کے سامنے بہت وسیع میدان تھا، جہاں عرب رسالہ اپنے دشمنوں پر تندی اور تیزی سے حملہ کر سکتا تھا۔ یہاں اِسلامی فوج کا کیمپ لگایا گیا۔

یہ حسنِ اتفاق تھا کہ اِس میدان میں پہنچنے کے بعد جس روز حضرت عمرؓ کا خط قاصد لے کر آیا، اُسی وقت حضرت سعیدؓ ابن عامر بھی اسلامی لشکر کے ساتھ وارد ہوئے۔ امدادی فوج کے آجانے سے اہلِ اسلام کو بہت تقویت ملی۔

قسطنطین کے جاسوسوں نے جب اُسے اطلاع دی کہ اسلامی لشکر رزمگاہِ یرموک میں پہنچ چکا ہے تو وہ سخت پریشان ہوا۔ اُس نے باہان والی آرمینیا کو قاصد روانہ کیے اور خط کے ذریعے ملامت کی کہ اس کی غفلت کے سبب دشمن جال سے نکلنے میں کامیاب ہو گیا ہے نیز دیگر سالاروں کو اِسی مضمون کے خط روانہ کیے، جن میں کہا کہ تم سب نے قیصر کے

احکام پر عمل کرنے میں کوتاہی کی ہے۔ اب لازم ہے کہ تم سب بعُجلتِ نامہ یہاں پہنچ کر اسلامی لشکر کو تباہ کرو۔

باہان اور دوسرے سالار اطمینان اور شان و شکوہ کے ساتھ حمص کی جانب بڑھ رہے تھے قسطنطین کا حکم ملتے ہی وہ سب دیر الجبل میں جو وقار اور جالان کے قریب تھا، پہنچ کر فروکش ہوئے۔ یہ مقام اسلامی کیمپ سے تین فرسخ کے فاصلے پر تھا۔

اس کیمپ کے ایک جانب دریائے یرموک کا معاون دریائے واقوصہ بہہ رہا تھا اور دوسری جانب دریائے یرموک تھا اور پشت پر سیدھا اور اونچا پہاڑ اس پہاڑ پر باہان نے اپنا مستقر بنایا تھا تاکہ وہ اسلامی رسالے کے حملوں سے محفوظ رہ سکے۔ پڑاؤ کے سامنے یرموک کی وادی تھی۔

حضرتِ ابوعبیدہؓ نے خالدؓ کو میدانِ جنگ میں فوجوں کو حسب منشا لڑانے کا اختیار دے دیا تھا مگر خالدؓ سب کام اپنے سپہ سالار کے منشاء اور مرضی کے بموجب انجام دیتے تھے۔ خالدؓ نے جنگ میں التوا پسند نہ کیا اور اسلامی لشکر کو لڑائی کے واسطے آراستہ

کر کے فوراً میدانِ جنگ میں لے آئے۔ اسلامی لشکر کی تیاری دیکھ کر رُومی فوجیں بھی سیلاب کی طرح رزمگاہ میں آ گئیں۔

پہلے دونوں فوجوں کے دستوں میں اکّا دُکّا جھڑپیں ہوئیں اور پھر باقاعدہ جنگ شروع ہو گئی۔ یہ لڑائی کئی دِنوں تک جاری رہی۔ پہلے اور دُوسرے دِن مسلمانوں کا پلّہ بھاری رہا۔ لیکن تیسرا دِن اُن پر سخت گزرا۔ مسلمان تین دفعہ پیچھے ہٹے لیکن عورتوں نے اُن کی غیرت کو للکار کر پھر آگے بڑھایا۔

چوتھے دِن بھی گھمسان کا رَن پڑا۔ اُس روز حضرت خالدؓ کے ہاتھ سے نو تلواریں ٹوٹیں اور اُنھوں نے دُشمن کی صفیں اُلٹ کر رکھ دیں۔ اِسی طرح کئی دِن گزر گئے۔ ہر صبح مسلمانوں کے لیے نویدِ فتح لے کر آتی تھی۔ آخر رُومی تھک کر پسپا ہو گئے اور اُنھوں نے راہِ فرار اختیار کی۔

اِس لڑائی میں ایک لاکھ سے زیادہ رُومی مارے گئے اور چالیس ہزار قیدی بنے۔ رُومیوں کا سپہ سالار بھاگتا ہُوا مارا گیا۔ مسلمان شہدا کی تعداد صرف چار ہزار تھی۔ حضرت عمرؓ کو اس فتحِ مُبین کی خبر ملی تو

وُہ سجدے میں گر گئے اور باری تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شُکر ادا کیا۔

بَیتُ المقدِس

اس کے بعد حضرت ابُو عبیدہؓ نے صحابہؓ کے مشورے سے بَیتُ المقدِس کو مختلف سمتوں سے فوجی دستے بھیج کر محصور کر لیا۔ محصورین متوقع حملے کی مدافعت کے لیے مدّتوں سے تیاری کر رہے تھے۔ اُنھوں نے کئی مہینے تک مسلمانوں کا سخت مقابلہ کیا۔

اِدھر حضرت عُمرؓ کو بَیتُ المقدِس کی فتح کی سخت فکر تھی۔ آپؓ روزانہ مدینے سے چند میل دُور جا کر پیغام رساں کا انتظار فرمایا کرتے تھے۔

ایک دِن ایک سانڈنی سوار دَوڑا چلا آ رہا تھا۔ آپؓ کھڑے ہو گئے۔ جب وُہ قریب آیا تو آپؓ نے سلام کیا۔ اُس نے وَ علیکم السّلام کہا، لیکن شُتر کو نہیں روکا، بلکہ دَوڑاتا رہا۔ آپؓ بھی پا پیادہ اُس کے ساتھ دَوڑتے

رہے اور لشکر کی خیر و عافیت، لڑائی کے حالات پوچھتے رہے۔ جب مدینے کی شہر پناہ میں داخل ہوئے تو لوگوں نے "السّلام علیکم یا امیرالمؤمنین" کہہ کر سلام کرنا شروع کیا۔ سانڈنی سوار ایک دم چونک اٹھا اور فوراً اونٹ سے نیچے اترا اور مؤدبانہ کھڑا ہو کر معذرت کرنے لگا۔ آپؓ نے خندہ پیشانی سے اُسے مطمئن کیا اور وہیں خط کھول کر پڑھا اور اُسی جگہ حضرتِ باری تعالیٰ کی جناب میں سربسجود ہو گئے۔ خط میں لکھا تھا کہ اہلِ بیت المقدس نے یہ پیش کش کی ہے کہ مسلمانوں کے خلیفہ خود یہاں تشریف لا کر معاہدے پر دستخط کریں تو ہم شہر کی کنجیاں اُن کے حوالے کر کے شہر کے دروازے کھول دیں گے۔

یہ شرط کچھ عجیب سی نظر آئی۔ امیرالمؤمنینؓ نے حضرتِ علیؓ، حضرتِ عثمانؓ اور دیگر صحابہؓ کرام سے رائے طلب کی۔ حضرتِ علیؓ نے فرمایا کہ یہ شرط مان لینی چاہیے تاکہ آسانی سے یہ شہر مسلمانوں کے قبضے میں آ جائے اور خلق اللہ کی خوں ریزی نہ ہو۔ کثرتِ رائے حضرتِ علیؓ کی طرف تھی۔

چنانچہ امیر المؤمنین رضؓ نے تیز رفتار شتر سوار کو خط لکھ کر پہلے روانہ کر دیا کہ آپ رضؓ روانہ ہو رہے ہیں ۔ اور اس کے بعد آپ رضؓ نے روانگی کا انتظام کیا ۔

تمام مسلمانوں کے خلیفہ حضرت عمر رضؓ بیت المقدس اس شان سے روانہ ہوئے کہ نہ آپ رضؓ کے ساتھ کوئی لشکر تھا، نہ باڈی گارڈ، نہ ماہی مراتب، نہ جلوس شاہانہ ۔ صرف ایک غلام تھا اور آپ تھے ۔ یہ صاحب معدلت وعلم بردار مساوات انسانی، جتنا فاصلہ خود اونٹ پر سوار رہ کر طے فرماتے، اتنا ہی فاصلہ اپنے غلام کو اونٹ پر بٹھا کر خود پا پیادہ چلتے ۔

آپ رضؓ کے استقبال کے لیے یزید رضؓ بن ابی سفیان رضؓ عمرو رضؓ بن العاص، خالد رضؓ بن ولید اور ابو عبیدہ رضؓ لشکر گاہ سے کئی میل دور سراپا انتظار تھے ۔

جب بیت المقدس کے اسقف اعظم اور دوسرے روحانی پیشوا آپ رضؓ سے ملنے آئے تو مسلمانوں کے شہنشاہ کی سادگی دیکھ کر لرزہ براندام ہو گئے اور بلا جھجک شہر میں واپس جا کر بیان کیا کہ اسلام کے خلیفہ کی وہی شان ہے جو انبیاء و اولیاء اور صلحاء کی ہوتی ہے ۔

بیت المقدس والوں کے ساتھ معاہدہ کیا گیا تو اُس پر حضرت خالدؓ بن ولید کے بھی دستخط ثبت ہوئے۔ یہ عہدنامہ بہت اہم ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان دنیا میں صلح و آشتی اور امن کے علم بردار ہیں:

"امیر المؤمنینؓ نے، جو اللہ تعالیٰ کے غلام ہیں، ایلیا کے باشندوں کو ان شرائط پر آج امان دی ہے:-

۱- ایلیا والوں کی جان، مال، کلیسا، صلیب، بیمار اور تندرست، سب حفاظت میں رہیں گے اور اُن کی امان منظور کی گئی ہے۔

۲- اُن کے مذہبی معابد ہیں اور اُن کے سکونتی مقامات میں مداخلت نہیں کی جائے گی اور نہ وہ منہدم کیے جائیں گے۔ اُن کی صلیبوں اور اُن کے اموال میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔

۳- مذہب کے معاملے میں اُن پر کوئی جبر نہیں کیا جائے گا اور نہ اُن کے مذہب کو ضرر پہنچایا جائے گا۔

۴- ایلیا میں عیسائیوں کے ساتھ یہودی نہ رہنے پائیں گے۔

۵- ایلیا والوں کا فرض ہے کہ یہ دیگر شہر والوں کی طرح جزیہ ادا کریں اور یونانیوں (رومیوں) کو نکال دیں۔

۶- یونانیوں میں سے جو شہر سے جائے گا، اُس کی جان و مال محفوظ رہیں گے۔ اُسے ایلیا والوں کی طرح جزیہ ادا کرنا ہوگا۔

۷- اگر ایلیا والوں میں سے کوئی یونانیوں کے ساتھ جانا چاہیے تو اُس کے جان، مال، صلیب کی حفاظت اُس وقت تک کی جائے گی جب تک وہ اپنی جائے پناہ پر نہ پہنچ جائے۔

۸- اس عہد نامے کی شرطوں میں جو کچھ لکھا گیا ہے، اُس پر خدا کا، خدا کے رسولؐ کا، خلفاءؓ کا اور تمام مسلمانوں کا ذِمّہ ہے، بشرطیکہ ایلیا والے جزیہ ادا کرتے رہیں۔ فقط۔

۱۵ھ ہجری میں لکھا گیا

تحریر کے شاہد: حضرتِ خالدؓ بن ولید۔

حضرت عمروؓ بن العاص - حضرت معاویہؓ بن ابی سفیانؓ - حضرت عبدالرحمنؓ بن عوف -

اِس کے بعد اسقفِ اعظم نے شہر کی کنجیاں، خلیفۂ ثانی حضرت عمرؓ کو پیش کیں - شہر کے دروازے کھول دِیے گئے اور مسلمان شہر میں داخل ہو گئے -

بیت المقدس کی فتح کے بعد حضرت ابوعبیدہؓ نے رومیوں کے دوسرے نواحی قلعوں کی طرف توجّہ دی اور اُن کو ایسی عبرتناک شکست دی کہ اُن کی کمر بالکُل ہی ٹوٹ گئی - ان قلعوں میں حلب اور انطاکیہ قابلِ ذکر ہیں - اُن کی فتح کا سہرا بھی خالدؓ ہی کے سر ہے -

خالدؓ کی شخصیّت

خالدؓ بن ولید سیفُ اللہ کا شمار دُنیا کے عظیم جرنیلوں اور فاتحین میں ہوتا ہے - اُنھوں نے تقریباً ڈیڑھ سَو جنگوں میں دادِ شجاعت دی- تلواروں کے زخموں سے جسم بھر گیا تھا، لیکن کاری زخم صرف ایک بار جنگِ حُنین میں لگا -

خوف سے ناآشنا تھے۔ میدانِ جنگ کو مردِ مومن کی شہادت گاہ سمجھتے تھے۔ جہاد میں شہادت پانے کی تمنا تھی۔ لیکن یہی ایک خواہش ایسی تھی، جو اس غازیٔ اعظمؓ کی پوری نہ ہوسکی۔ وہ چاہتے تھے کہ آرام و راحت کے ساتھ گھر میں ہمکنارِ اجل ہونے کی بجائے جامِ شہادت نوش فرمائیں، لیکن اللہ تعالیٰ کی یہ مشیّت نہیں تھی جب وفات کا وقت آیا تو آپؓ نے فرمایا:

"مَیں نے عرصے تک مشرکین کے خلاف جہاد کیا۔ جامِ شہادت کی طلب میں مَیں نے بڑے سے بڑے خطرے کو لبّیک کہا۔ میرے جسم پر کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں تلوار، تیر اور نیزے کا نشان نہ ہو، لیکن افسوس، مجھے میدانِ جہاد میں شہادت نصیب نہ ہوئی اور مجھے موت نے بستر پر آ دبوچا۔ مجھے کسی اور عمل کی تمنّا نہیں۔ جب مَیں مر جاؤں تو میرے اسلحے اور گھوڑے کا خیال رکھنا اور اُسے اللہ کی راہ میں تیار رکھنا۔"

خالدؓ محض بہادر سپاہی نہیں تھے۔ اُنھیں

دُنیا کے بہترین فاتح سپہ سالار ہونے کے جوہر بھی خُدا نے ودِیعت کیے تھے ۔ نڈر ہونے کے ساتھ ساتھ نہایت پُرخطر حالات اور ماحول میں بھی وُہ حاضر دماغی اور دل جمعی کے ساتھ موزُوں دفاعی منصُوبے بنا سکتے تھے اور اُن منصُوبوں پر عزم وثبات کے ساتھ عمل پیرا بھی ہو سکتے تھے ۔ اُن کی مہارتِ فنِ حرب نے ہر بار دُشمن کی تدابیر کو اُلٹ دیا ۔ اُن کے مُتعدد دفاعی منصوبے انتہائی بے باکانہ اور پُرخطر خیال کیے جائیں گے لیکن اگر بنظرِ تعمق تجزیہ کیا جائے تو اُن کی قدر و قیمت کا صحیح اندازہ ہو سکے گا اور معلوم ہو سکے گا کہ خالدؓ کس مرتبے کے سپہ سالار تھے ۔

خالدؓ بن ولید کی زندگی کا معتدبہ حصّہ میدانِ جنگ میں گزرا ۔ پھر بھی آپؓ علم کی تشنگی محسوس کرتے تھے ۔ آپؓ کی یادداشت نہایت اچھی تھی ۔ جو کلمات آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم ارشاد فرماتے اُنھیں بجنسہٖ ذہن میں محفوظ کر لیتے تھے ۔ نبیِ کریمؐ کے وصال کے بعد مدینے میں اہلِ علم کی جو مقدّس جماعت تھی ، اُس میں آپؓ کا بھی

شمار ہوتا تھا۔ اگرچہ جہاد کی مصروفیات نے آپؓ کو ان اہلِ علم کے ساتھ مسندِ افتاء پر فائز ہونے کا موقع نہ دیا تاہم یہ کمی حدیثِ دفاع کو باحسن مدوّن و مرتّب کرنے سے پوری ہوگئی۔ اس طرح نہ صرف مسلمانوں کے قلوب میں حدیثِ دفاع کی فضیلت مرتسم ہوئی بلکہ کفّار و مشرکین بھی ان اصولوں کو بہترین تسلیم کرنے پر مجبور ہوئے۔

خالدؓ صاف دل، نیک نیّت، پاک باطن، پیکرِ صدق و صفا، صاحبِ خلوص، دیانت دار اور دانشور تھے۔ معاملات کی تہ تک بہت جلد پہنچ جاتے تھے۔ دشمن کے پیامبروں اور سفیروں کے بیانات کا صحیح توازن کر لیتے تھے صاف گوئی آپؓ کا خاصہ تھا۔ اگر یہ کہا جائے کہ نبیؐ کریم سے آپؓ کو عشق تھا تو بے جا نہ ہوگا۔ اپنی فیاضیٔ طبع کے باعث ہر خاص و عام میں مقبول تھے۔ لیکن آپؓ میں یہ طبعی کمزوری تھی کہ حساب کتاب (خصوصاً دورانِ جنگ میں) کی جانب بہت کم توجّہ دیتے تھے

اسی وجہ سے آپؓ کو سپہ سالاری کے عہدے سے ہٹایا گیا تھا۔

اکثر مؤرخین نے لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ نے خالدؓ بن ولید کو محض اس لیے معزول کیا کہ فتوحات نے مسلمانوں کو اُن کا گرویدہ بنا لیا تھا اور لوگ برملا کہنے لگے تھے کہ جس معرکے میں خالدؓ ہوں گے، وہاں دشمنوں کا خواہ کتنا ہی عظیم لشکر کیوں نہ ہو، مسلمان ضرور فتح مند ہوں گے۔

اس قسم کے بیانات سے ہمیں اتفاق نہیں حضرت عمرؓ کے خصائل کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؓ خوف اور دہشت سے قطعی نا آشنا تھے۔ آپؓ کو اللہ تعالیٰ پر کُلّی اعتماد تھا البتہ آپؓ بڑے منتظم تھے۔ آپؓ مثال قائم فرمانا چاہتے تھے کہ امیر لشکر گو بد دیانت نہیں ہے مگر اس کے تغافل سے اس کا امکان ہے کہ بیت المال میں گڑبڑ ہو جائے، لہٰذا وہ سزا کا مستوجب ہے۔ نیز خالدؓ کو معزول کرکے عامۃ المسلمین کو آپؓ یہ سبق دینا چاہتے تھے کہ اللہ

تعالیٰ کی رضا کے طالبوں کے لیے دُنیوی جاہ و منصب درکار نہیں - اُس کی راہ میں جہاد کرنے والے ہر حالت میں راضی برضا رہتے ہیں - اور آپؐ کو توقع تھی کہ خالدؓ اُس کی مُتابعت کریں گے اور ابد تک کے لیے مثال قائم کر جائیں گے - حضرتِ خالدؓ نے ایسا ہی کیا - آج تک دُنیا انھیں خراجِ تحسین پیش کر رہی ہے -

حیرہ کے باشندے خالدؓ کی خدمت میں مُعاہدہ کرنے کے لیے حاضر ہُوئے تو خالدؓ کی مُدلّل گفتگو اور فوج میں اُن کی ہردلعزیزی دیکھ کر حیرت زدہ رہ گئے - امیرِ وفد نے بے اختیار کہا "خُدا کی قسم، جب تک تم لوگوں میں ایک شخص بھی خالدؓ کا سا باقی رہے گا - تم برابر اپنی مُراد کو پہنچتے رہو گے"

نبیِ کریمؐ، صحابہؓ اور خالدؓ بن ولید

حضرتِ عمروؓ بن العاص فرماتے تھے:

"خالدؓ اور ہم بیک وقت مُسلمان ہُوئے اور

مسلمان ہونے کے بعد ہی سے نبی کریم ہم لوگوں کو تمام جنگی معاملات اور معرکہ آرائی میں مقدم رکھتے تھے۔ ان امور میں ہماری رائے لیتے اور اُسے قابلِ اعتنا سمجھتے۔

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے خالدؓ کے اس وقار کو جو انھیں قبولِ اسلام سے قبل حاصل تھا اور وہ منصب جس پر وہ ایّامِ جاہلیت میں فائز تھے۔ بحال رکھا اور جب وہ سب سے پہلے جہاد میں شامل ہوئے تو انھیں "سیف اللہ" کا خطاب عطا فرمایا۔

حضرت صدّیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جہاد کے لیے روانہ کرتے وقت حضرتِ خالدؓ کو یہ نصیحت فرمائی تھی:

"خالدؓ! عزّت وجاہ سے بھاگو۔ عزّت تمھارے پیچھے پیچھے پھرے گی۔ موت پر دلیر رہو۔ زندگی تمھیں ملے گی"۔

اپنی معزولی کے بعد خالدؓ حضرت عمرؓ کے دربار میں حاضر ہوئے اور شکوہ سنج ہوئے کہ "امیرالمؤمنین! بخدا، آپ نے میرے معاملے

میں اچھا سلوک نہیں کیا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب میں فرمایا "خدا کی قسم! تم مجھے بے حد عزیز اور محبوب ہو"۔

پھر حساب وکتاب کی جانچ پڑتال کے بعد آپؓ نے اعلان فرمایا "لوگو! مَیں نے خالدؓ کو کسی ناراضی یا خیانت کی بناء پر ہرگز معزول نہیں کیا"۔

آخری عمر میں خالدؓ گوشہ نشین ہو گئے تھے آپؓ کی وفات ۲۱ھ مطابق ۶۴۲ء میں ہوئی۔ حضرت عمرؓ کی خلافت کا یہ پانچواں سال تھا۔ آپؓ کو خالدؓ کی وفات کی خبر ملی تو بے ساختہ فرمایا "عرب کی عورتیں خالدؓ جیسا فرزند جننے سے قاصر رہیں گی"۔

حضرت خالدؓ بن ولید کی ساری زندگی میدان جنگ میں گزری۔ انھوں نے ہر معرکے میں فتح حاصل کی۔ قسامِ ازل نے شکست اُن کی قسمت میں لکھی ہی نہیں تھی۔ اس طویل عرصۂ جہاد میں انھیں مالِ غنیمت میں سے وافر حصّہ ملا، مگر طبیعت ایسی درویش صفت پائی تھی کہ انتقال

کے بعد گھر میں سے ایک غلام اور ایک گھوڑے کے سوا اور کچھ نہ نکلا۔

اللہ تعالیٰ اسلام کے اس غازیِ اعظم اور بے مثال سپہ سالار کی رُوح پر لاکھوں رحمتیں نازل فرمائے، جس نے جہاد کی عظمت کو اپنے جوشِ ایمانی سے اُجاگر کر دیا۔ آمین! ثُم آمین!

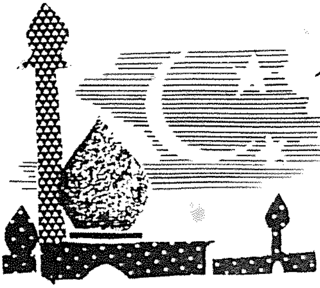

خالدؓ بن ولید
اور
محمدؐ بن قاسم

اسلام کے وہ عظیم سپہ سالار ہیں جن کی بے مثال
شجاعت اور جنگی قابلیت کے آگے رُوم و ہند کی بڑی
بڑی طاقتوں نے گھُٹنے ٹیک دیے تھے۔ دلوں
کو جوشِ جہاد سے گرمانے کے لیے یہ کتابیں
ضرور پڑھیے۔ ان میں پاکستان کے مایہ نازج
محمدؐ اکبر خان نے اپنا تمام زورِ قلم اور حربی صلاحیت
نچوڑ کر رکھ دی ہے۔ خوب صورت پاکٹ ایڈیشن۔

خالد بن ولید : ۱۶۵۰
محمدؐ بن قاسم : ۱۶۲۵

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور